درین آوان فرخی توامان بعہد حسن قدردانی نادر کیب ان

دیوان جان صاحب

المعروف

دیوان میر یار علی

مشہور بکاتصاحب بہ تصحیح فراوان وسعی بے پایان

تسلیمن بکڈپو امین آباد لکھنؤ

ہندوستانی پریس لکھنؤ مین چھپا

نوٹ اس سے قبل کے اڈیشن لکھنؤ و دہلی وغیرہ سے مقابلہ کرکے چھاپا گیا ہے

دیباچہ

حضرات! عرصہ سے میری آرزو تھی کہ دیوان جہان صاحب چھپوا کر آپ کی خدمت میں پیش کروں آج یہ مراد پوری ہوئی۔

مجھ سے قبل یہ دیوان جہان صاحب دہلی و لکھنؤ کے پریسوں میں چھپا۔ لیکن ادس میں کچھ ایسی غلطیاں رہ گئی تھیں جس سے اشاعت نہ ہو سکی کسی نے تو کاغذ خراب لگایا کسی نے پروف کی غلطیاں درست نہ کرائیں کسی نے چھپوائی خراب رکھی غرض تمام باتوں کا خیال کر کے یہ نیا ایڈیشن چھاپا گیا ہے۔ اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ جائے تو پبلک سے اُمید ہے کہ مجھکو مطلع کریں تاکہ آئندہ درست کر دیا جائے۔

مجھکو یہ دیوان چھاپکر شعرائے ہند کی خدمت میں پیش کرنے کا مقصود صرف یہ ہے کہ قدیم زمانہ کی شاعری اور زبان کا نمونہ دیکھ لیں

آج ادبی دنیا میں ایسے دیوان کی سخت ضرورت ہے۔ اس کے پہلے زہر عشق چھاپکر خدمت کر چکا ہوں۔

آپ کا قدیم دعاگو

جنٹلمین بکڈپو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزل ردیف (الف)

شان میں اللہ کی مطلع وہ ہو دیوان کا
ذکر ہر مصرع میں آیا ہے خدا کی شان کا
حسن مطلع اس کا اے نوری نبی کا وصف ہے
بولا کاغذ سے قلم یہ قطعہ جب لکھنے لگی
حیدری خاتم خدا کے شیر کی تعریف میں
وصف میں بی بی کے بچوں کے جو دو معشوق کے
مدح میں بارہ اماموں کی کہوں بارہ جو شعر
بیت اہل بیت کی تعریف میں جس دم پڑھی
جو نبی کی آل اور اولاد کا دشمن ہے بی
آرزو دل کی یہ ہے اس دم پڑھوں لسیاں جو د
مرتے دم ایذا نہ ہوا سے جان صاحب جان پہ

جیسے بسم اللہ بچا ٹک ہے لوا قرآن کا
تو گویا بیت اللہ مطلع ہے مرے دیوان کا
قول بے شک سچ ہے یہ میرے محمد جان کا
رعب سے حرفوں کے دل در جائے ہر انسان کا
شعر جو ہے شیر ہے وہ کلک کے میدان کا
ہو گیا پر نور وہ مطلع مرے دیوان کا
عرش پہ ہو گر اس بارہ دری کی شان کا
آئنہ ہی آئنہ دل ہو گیا انسان کا
دین و دنیا اس است رتبہ ملا شیطان کا
رو نکلتا میلا نہ ہو صاحب کرا وسان کا
پنجتن کا نام نکلے منہ سے اور رحمان کا

شکر خالق کر کے بندی نے ادا سجدہ کیا
کیا حقیقت ہے مری جیسا مرا رتبہ کیا

اُس کی قدرت ہے نرالی جو کہو وہ ہے بجا
خاک کے پتلے کو اپنی شان سے گویا کیا

پانچ باری جب میں روئی پانچ دریا بہہ گئے
میری آنکھوں نے نو ا پنجاب سے دعوا کیا

بیسوین کے چاند کا پیدا کیا اس نے چلن
چھپکے آدھی رات کو گھر میں مرے آیا کیا

آملا بچھڑا سجن ماناتھا میں نے بیگما
سونہ جانا جاگتی نوبت کا ہے کونڈا کیا

اس پہ میں مرتی کتنی مانگا اس نے جو میں نے دیا
جان صاحب سے کبھی پیارا نہیں پیسا کیا

کیا منھ ہو سہہ چڑا سے کوئی اس زبان کا
کس مردوے کو علم ہے میرے بیان کا

مردوں میں آئے بہار کرتی رہی ہیں پھول
دیکھانہ منھ زبان کی قینچی نے سان کا

جمشید کا پیالا مری فکر ہے بوا
مضمون آئنہ کیا سارا جہان کا

معنی کے بدلے رہ گئی اب شعر میں جگت
اے جان بہنو انگرکھا ہاتھی کے تھان کا

چوری ہوئی پتا نہیں ملتا ہو مال کا
گھر گھر گلا کروں گی اجی کو توال کا

زیب النسا کیطرح میں کہتی ہوں وہ غزل
مردوں سے ہو جواب نہ سر سے سوال کا

سوتی ہیں اب وہ چین سے مخمل کے فرش پر
گھٹا ہوا نصیب نہ جن کو پیال کا

ہمسائی میری سر کی قسم آئیو ضرور
کونڈا کروں گی جمعہ کو سید جلال کا

بدنے لگی ہیں کس لیے پنچایت آپ سے
مالک ہے اب وکیل مرے انفصال کا

چھپ چھپکے پاس آئے وا شہزادی جان کے
ہے لاکھ بار آیا ہزاری کا بال کا

دردوں کے مارے مرتی ہوں لیتے نہیں خبر
کیا کھولتا تمھیں نہیں آتا ہے فال کا

سر کھوڑ کے لہو کی بہاؤں گی ندیاں
گر بال بانکا ہوگا اجی میرے لال کا

ایسا ٹکھٹو پلے سے میرے بندھا رہا
الٹا پڑا ہے جھگڑا اگلے روٹی دال کا

اے باجی اس طرح نہیں چھپتا کسی کا عیب
جس طرح چاند رہتا ہے بدلی میں ڈھال کا

وہ جان صاحب آپکی ہی ریختی کی دھوم

مندرے کے جیسے شہرہ ہے ہر جا خیال کا

کہتی ہوں دل میں جب سے مجھے تو نظر پڑا
خالق بچائے جان بلا کو نظر پڑا

موسیٰ کٹک فرنگی کو معراج ہو گئی
مریم لنسا جو اُس کو سپا لو نظر پڑا

ہوتی تھی عید ہم کو سمندر میں اس گھڑی
ٹھہرا جہاز جب کوئی ٹاپو نظر پڑا

سب جھوٹھ ہے ہیں ان کے سیلے ہو چکی خراب
سچا عمل کسی کا نہ جادو نظر پڑا

یہ سات پیڑھیوں سے ہوا بعد اتفاق
کنبے میں بیگما کے دوہا جو نظر پڑا

مسی خراب ہوتی ہے کوکا تو ڈھونڈھ لا
سوسن کو طاق میں نہیں باجو نظر پڑا

پھل دینی بھائی سے بھی نہ مجکو ملا بہار
دنیا میں کوئی اپنا نہ لاگو نظر پڑا

ہاتھوں سے دل کو تھام کے چوکھٹ پہ گر پڑی
پٹ بھیڑتے ہیں اُس کا جو بازو نظر پڑا

جس مردوے کے پیچھے مرا گھر ہوا اجاڑ
برسوں کے بعد پھر وہی اُلو نظر پڑا

وہ دل درگور جنیاں سے کبھی جو نام الفت کا
کسی دشمن کے دشمن کو نہ ہو آزار چاہت کا

نہ کہہ تو اپنے منہ سے اس نے سر ڈھانکا ہے عصمت کا
اری عزت لنسا تجھ کو نہیں کچھ پاس حرمت کا

ابھی سے دل پڑا اس کا نگوڑا عشق کے پالے
خدا حافظ ہے اے آحرمت تری بیٹی کی حرمت کا

مرا کیا نام بد ہوگا وہ خود بدکار ہے روشن
دیا ہے رنج مجکو جب گلا کرتی ہوں صحبت کا

خصم دو جورؤوں کا ہے بلا چوسر کا پانسا ہے
بدی جس سے کرے گا سامنا ہو گا ذلت کا

لگا بیٹھا برس جب سے یہ صورت زہر لگتی ہے
کہیں مشاطہ کر بیٹھا مرا بے مصری کی نسبت کا

کٹا ہے صبح سے روز روکے بیچ شام تک ستیلن
اٹھی ہو سو کے منہ دیکھا عجب کمبخت راحت کا

صنوبر آ گیا غش میں ہوئی سو جاں سے عاشق
عجب بوٹا سا قد اس کا نمونہ ہے قیامت کا

بدل کے آنکھ طوطے کی طرح ٹیں ٹیں لگا کرنے
اڑے دنیا سے جلدی نام ایسے بے مروت کا

اگر دوزخ نہ ہوتی فکر کرتا کون جنت کی
ہے رتبہ سوم کے خست سے حاتم کی سخاوت کا

نہ مانو میری تم بیگی کے حق میں کانٹے بوتی ہو
نہیں یہ وقت ہے اے بیگما صاحب دوت کا

پڑھائی کیوں زلیخا مولوی صاحب نے یوسف کو
کیا خانہ خراب اس کو دکھایا کوچہ الفت کا

اگر ہے فتح خاں رستم تو ہوں میں سہراب نڈری | چلا تلوار کے آگے ہے کس دن زور طاقت کا

وہ تھے استاد تجکو جان صاحب ان سے کیا نسبت
کیا یہ نام روشن ریختی نے تیری نسبت کا

کلوارنی پہ مرتا ہے تف اس کی ریش پر | قاضی کے گھر میں کیوں نہ ہو چرچا شراب کا
رو روکے آہیں کھینچی ہیں اک مست کے لیے | تھی دیگ آنکھیں بن گئیں بھبکا شراب کا
یا خدا کے گھر میں جو ہوتا ہمارا دخل | پانی کے بدلے مینہ ہے برستا شراب کا
رنڈی کسی شرابی سے تیری لگے گی آنکھ | تعبیر سن جو خواب ہے دیکھا شراب کا
مرنے کے بعد قبر میں ڈھیلے کی جا دوا | رکھ دینا میرے پہلو میں شیشہ شراب کا
مستانی سوت پر پڑے فالج مرا وبال | پڑ جائے اس کے حلق میں پھندا شراب کا
بچی ابھی کنواری ہے تو سر ڈھکا نہیں | لکھوانا چیرے والے سے نسخہ شراب کا
آنکھیں کسی کی دیکھ کے بے ہوش ہو گئی | نرگس کے منہ پہ دو اجی چھینٹا شراب کا
مشکیں رکھیں ہیں شیشہ ہی دل کیوں نہ مست ہوں | باجی یہ میرا کوٹھا ہے کوٹھا شراب کا

اے جان نے پیئے نہیں آتا ہے دل کو چین
بے ڈول پڑ گیا مجھے چسکا شراب کا

چال رسوائی کی لوگو یہ ہے اکثر چلتا | دل سے لاچار ہوں کچھ بس نہیں اس پر چلتا
لاکھ ٹیڑھا اجی گو سانپ ہے باہر چلتا | ہے مثل سیدھا ہے وہ بانبی کے اندر چلتا
یہ وہ بچہ ہے نہیں زور ہے اس پر چلتا | دیکھئے گھٹیوں کب تک ہے مقدر چلتا
تو ہے دیوانی وہاں جاتی ہے سنگیں خانم | لونڈیوں میں پری خانم کے ہے پتھر چلتا
اس کو اس باغ میں جیتا ہی میں گڑوا دیتی | میرا شمشاد پہ قابو جو صنوبر چلتا
ساتھ رہتا پری خانم کے وہ سائے کی طرح | عشق ہوتا تو وہ ڈولی کے برابر چلتا
سوت کی مانگ میں دل ان کا ہے اٹکا جا کے | رات کو راہ مسافر اجی کیونکر چلتا
آئی گردش ہے عجب مردووں کی روزی پر | شہر محل میں ہوا چرخا ہے یہ گھر گھر چلتا
موئے کافر جو بڑی روٹی میں پہنے ہوتی | حال کیا کھلتی تری جادو نہ مجھ پر چلتا

رشتہ بہناپے کا توڑینگی وہ جو ڑیں طوفان
خوب ثابت ہوا اب جو تُرے ہے مجھ پر چلتا

سو ہم بنیوں سے ملا ہو کے جو جو سر کھیلے
چال وہ مجھ سے ٹکے گز کی نہ کیو نکر چلتا

دنیا خورا کی ہے رزاق ہی مو دی میرا
خرچ اس بندی کا کیا او ہی ہر آن پر چلتا

پنجتن پاک کی ہے اُس مجھے اسے باجی
جن کے صدقے میں مرا سارا ہی گھر چلتا

جانی تو چندی میں مہتاب کو اپنے لیکر
جان صاحب جو مرے ساتھ وہ دلبر چلتا

مجھ کو دے لاکر جو کچھ کیا منہ ہے اس کنگال کا
آج تک بنیا نہیں سالا ہوا ہے کال کا

ہو وہی عالم الٰہی لالہ ہر گو پال کا
جس طرح چھوڑا گیا ہے لالہ مرت لال کا

سونے گرین میاں کی دال بھی گلتی نہیں
پھر اکس جان لیگا آنکھ لیگی کا لکا

نام پر دینے کے دروازے کی کنڈی کبھی نہ دے
چور گھر جو بیٹے کریں وہ منہ ہی سمجھو مال کا

جان صاحب جس سے کھل جاتی ہر سب نیکی بدی
ریختی سچ مچ تری یا لنسا ہے یہ رمال کا

کیا ہم کو پڑی کوئی زناخی کے گھر آیا
اچھا نہیں کرنا ہے اجی ذکر پرایا

اجڑا ہوا آبادی کا جب گھر نظر آیا
رونے لگی ہیں دیکھ کے جی میرا بھر آیا

نرگس نے مجھے بیمار کیا عشق نے جس کے
اک دن نہ خبر لینے کو وہ بے خبر آیا

خورشید نے قطمیں کو دیا جوڑا کتاں کا
کرنے مرے مہتاب کا ٹکڑے جگر آیا

گو آنکھ لگا مردوا تھا چھوٹی کا دیور
کہنے میں مرے جا کے بڑا نام کر آیا

مرزا کی کبھی یاد میں میں نشلی جو نرگس
بے ہوش ہوئی ہوش نہ دو دو پہر آیا

لو کہتی ہے یہ صبح کنور شام برن سے
کو کا مرا کلو سے ہے منہ کالا کر آیا

دل شاد ہوا میرا کہ میکے میں اب آئی
ڈولی میں سنا میں نے جو سسر نگر آیا

پریوں کا طبق چھوڑوں گی دیوانی نہ ہو جاؤ
کچھ کھوٹ ہے جو خواب میں دریا نظر آیا

پکا نہ تھا کچا تھا وہ جنون اسے پری خانم
کل سر پہ چڑھا تھا آج نگوڑا اتر آیا

اے جان کبھی تھا وہ مرے حسن کا عالم

آنکھیں تو ہرن دیکھنے چیتا کمر آیا

جان تک مجھ سے نہیں کرتے ہو پیاری مرزا
کس طرح بھولے مجھے یاد تمہاری مرزا

مجھ زلیخا کو خدا نے دیا تم سا یوسف
شکر ہے تجھ پہ میں سو جان سے واری مرزا

لاکھ پریوں پہ شرف رکھتی ہے سچ کہتی ہوں
آپ کی بو جی کی ہر ایک کہاری مرزا

کیا ہی خوش ہو کے بلائیں لیں مری خالہ نے
آپ کی ڈیوڑھی پہ جب آئی سواری مرزا

ساس نندوں کی محبت کے میں قربان گئی
جاؤں میکے مجھے منگوا دو سواری مرزا

تم سلامت رہو صدقے میں تمہارے صاحب
کتنا پہنوں گی ابھی گوٹا کناری مرزا

کروٹیں بدلیاں پر نیند نہ تم بن آئی
کس مصیبت سے کٹی رات ہے ساری مرزا

باتیں رک رک کے یہ بندی سے نہ کرتے ہرگز
چاہ کچھ بھی جو تمہیں ہوتی ہماری مرزا

چلا باندھا ہے کہ ناڑا کھلے منت یہ ہے
رکھا روزہ جو دوگانا نے ہزاری مرزا

تین پانچ آٹھ بتاؤ یہ کسی احمق سے
چال چوسر کی ہیں کب تم سے ہوں ہاری مرزا

اب پرشاد سے اے جان جو شیریں لائی
وہ مربے کی تو منگواؤ اچاری مرزا

نیا چلن تو اجی عمر بھر نہیں آتا
جتنے ہیں جانتی سو وہ ہنر نہیں آیا

بخار سائے کا ہے تم کو لے مری خالہ
کبھی ہے آتا کبھی بیشتر نہیں آیا

جلاؤں ایسا کہ صندل کی طرح ناک گھسے
نہ آئے نس کٹا جو میرے گھر نہیں آیا

بلاتا کون ہے مشکل کو اس کا منہ کالا
ترے بلانے سے عنبر اگر نہیں آیا

نہ پھینکا ڈھیلا نہ کھنکارے چپ چلے آئے
کسی کے گھر میں کوئی بے خطر نہیں آیا

ہماری اس کی تو منہ دیکھے کی محبت ہے
مہینوں گھر پہ مرے بے خبر نہیں آیا

لڑائی جھگڑا بکھیڑا کرے بلا میری
رہیں وہ کیسی کے گھر تجھ کو سفر نہیں آیا

نہ کیوں یہ خاک میں مل جائے رنگ کندن سا
کسی کے ہاتھ اجی مفت زر نہیں آیا

خصم کا مال تو ہے یار کو کھلا رنڈی
ہمیں تو لاکھ کا گھر خاک کر نہیں آتا

گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا
غصہ سے مردوے کا عجب حال ہو گیا

نوروزی جان پورے وہ دن اب کہاں رہے
بچہ تو جنتے جنتے تجھے سال ہو گیا

ایسی گھڑی سے سبز قدم آئی نوبہار
پھولا پھلا چمن مرا پامال ہو گیا

ایسا طمانچہ مارا ہے کو کا نے آپ کے
سوسن کا میری نیلا اجی گال ہو گیا

رہنے کا ساہوکاروں نے پیدا کیا چلن
ہمسائی۔ گھر اری ترا ٹکسال ہو گیا

کیچڑ میں کوڑی دیکھیں تو دانتوں سے لیں اُٹھا
اے اشرفی زمانا بھی کنگال ہو گیا

جو قدرداں اپنے تھے اے جاؔن چل بسے
جب تو ہمارا اندنوں یہ حال ہو گیا

آرزو بندی کی خالق سے ہے اک دن میری سوت
کھائے پھل تلوار کا اور پھول سونگھے ڈھال کا

پرنی خانم پھونک کر خالی نہ کر اپنا دماغ
بے ادب لڑکا تھا کتا بن گیا سسرال کا

میر بحری پاس بیگم کا ہو نہ بیٹھے
پیسا پیٹ کا ابھی باقی ہوا اگلی سال کا

ورنہ بجی کو سے لگے لیسے۔ اجی ہولی کنٹر
فال کھلواتی نہیں ہو پاس کرکے مال کا

جاؔن صاحب رات کو چھوڑنے سے اوڑھ کر
کیا برا لیکھا کیا تم نے ہماری شال کا

خالی کے مہینے ہے۔ وہ خالا نہیں رہتا
در گور مرے پاس رزالا نہیں رہتا

بیجا مری گودی سے نہ ہلس روتا ہو بچا
اب نام خدا ہوش سنبھالا نہیں رہتا

کیا شام سے اندھیر ہے بی چاندی خانم
نجبتی کے بہے وقت او جالا نہیں رہتا

اس گھر کو اجی بھاڑ سے بدتر ہوں بہتی
جس میں کہ گھرستی کا اٹالا نہیں رہتا

کھلتی ہی جبھی ٹھوکریں کھانے کی حقیقت
سر پہ جو کوئی چاہنے والا نہیں رہتا

اک بیٹا رہے ہم کو تو سو خطری ہوں پیدا
مردوں پہ تو کوئی بھی کسالا نہیں رہتا

اے جاؔن مرا خرچ ہے تنخواہ پہ رکھا
رنڈی سے تمھیں حیلہ حوالہ نہیں رہتا

اُترا ہوا ہے چہرہ کل سے کمال تیرا
جی ہونڈ ھال تیرا کیا ہو یہ حال تیرا

کو دکھٹے پہ چڑھ کے رنڈی کرتی ہے تو جو کنگھی | میں بیچ خوب سمجھی یہ بھی ہے جال تیرا
کوئی تو آ پھنسے گا الو موا نگوڑا | ہے مشغل سازِ بکھری ہر بال بال تیرا
محبوب سن جو پایا عاشق تھی، دلکو بھایا | پٹنا کسی سے گا یا آیا خیال تیرا

تھی میں تو تیری جانی کیا بات تھی چھپانی
جو غیر ہو سجانے اے جان حال تیرا

گئی تھی دیکھنے باجی میں سورج کنڈ کا میلا | بچی ہوں پستے پستے مردوؤں کا یہ ہوا ریلا
اجی پتھر پڑیں ایسی ہنسی پر سنگی خانم کی | لگا ہے او ہی کیسا آ کے میری آنکھ میں ڈھیلا
فتح خاں نام ہے اسکا وہی دکھنی سوار ہیں | اسی پر میں ہوں مرتی اک دوپا باندھے جو ہے سیلا
مجھے کسبی سمجھ کر گھورتا ہے دیکھو میلے میں | مہینوں بائی جی لڑکا مری گودی میں جو کھیلا
سخاوت کا پتا کو سوں تک آپا جی نہیں ملتا | ہوا حاتم بھی کیا جا کے نگوڑے سوم کا چیلا
کسی نے آج کل مجکو دیا گر ایک بھی پیسا | میں سمجھی مار حاتم نے یہ سر میں سوم کے ڈھیلا

ترے صدقے ہیں میں نے جان صاحب آج دیکھا ہے
سنا کرتی تھی مدت سے میں سورج کنڈ کا میلا

یہ دل مسوس کے چپ بھی نہیں رہا جاتا | گلا جو کرتی ہوں چاہت کا ہے مزا جاتا
لگی ہے آگ محبت کی۔ دل میں آ کے بجھا | دوگانا جان خدا کا ہے گھر جلا جاتا
جو سنتا مرتا ہے فرہاد لو گو شیریں پر | وہ بس کی گانٹھ تھا خسرو بھی زہر کھا جاتا
میں بات کرتی جو انیونہیں تم سے اے صاحب | ذلیل ہوتی وہ بندی تمہارا کیا جاتا
وہ غمزدی ہوئی دنیا میں اے حسینی جان | کہ میرے حال کا ہے مرثیہ پڑھا جاتا

جو فکر ہوتی ہے روٹی کی شعر کہنے میں
برا بھلا یونہی اے جان ہے بکا جاتا

اُن کو نوروزی! پورا سال ہوا | تھی یہی عید جو وصال ہوا
کس کے تم غم میں بن گئیں مُردہ | او ہی در گور کیا یہ حال ہوا
مجکو اُلفت جیا سے تھی باجی ؛ | اُس کے مرنے کا غم کمال ہوا

جس نے دولت قدم روپے گاڑے — مال وہ موذیوں کا مال ہوا
تو صنوبر سے دوستی کرکے — موسے شمشاد اکیا نہال ہوا
ہے منافع جو مسئلے سے روا — سود کھانا بھی اب حلال ہوا
بیچ کے رہنے میں تھا حرام وہ کام — ایک دو بولوں سے حلال ہوا
مال تِل بھر نہ جائے گا قنبر — کوئی دانا جو کوتوال ہوا
مجھ کو بھی دھن ہے خوب لاؤں رنگ — ڈومنی کا انھیں خیال ہوا

جان صاحب رہا وہ تنگ سدا
جس کو حاصل کوئی کمال ہوا

میں گری تو بھی گرا۔ پانوں نہ تیرا ٹوٹا — تیرے دل کو توکل آئی مرا پہنچا ٹوٹا
قندوالوں کے محلے میں گئی تھی مصری — کھا کے ٹھوکر جو گری۔ پانو کا گٹا ٹوٹا
اے گل اندام یہ خوشبو جو چلی آتی ہو — شاید عطار کے کیوڑے کا قرابا ٹوٹا
کیا لیں تاوان آئینہ سے پری خانم ہم — چار پیسے کا موا شیشہ تھا ٹوٹا ٹوٹا
کھا گئی لوٹ چرا کے تو میاں تک مارا — سر پہ باندی کے مرے پانو کا جوتا ٹوٹا
باجی سمدھن ہے مری کرسی کے احمق سی سوا — بیٹی کو دیا داماد کو مونڈھا ٹوٹا

باغ کا میوہ اُسے توڑ کے سب بھیج دیا
جان صاحب ہے بڑی ڈال کا آیا لوٹا

نہ عصمت سے یہ کام ۔بی جان۔ ہوگا — کسی نے کیا اُس پہ بہتان ہوگا
کہوں باجی اماں سے بر میرا ڈھونڈو — یہ مجھ سے نہ ہرگز دو احسان ہوگا
نہ کر رات کو کنگھی سر میں تو اپنے — زناخی! بہت دل پریشان ہوگا
تم آئی ہو گھر میں وہ آئے گا جس دم — تجھے چھوڑ کر تو پشیمان ہوگا

نہ ہونا اری جان صاحب پہ عاشق
ترا نام رسوا اری جان ہوگا

مرے آگے نہ رو دُکھڑا زناخی بار بار اپنا — تری باتوں سے ہوتا ہے اری دل بے قرار اپنا

دیا پھولوں کا گہنا سوت کو یہ خار ہی مجھکو | نہ کیوں دل پھول سا کمھلائے اب آئے تو بہار اپنا
پھنسا تا ہی سہی دل جان کے چاہت کے پھندے میں | اسی کمبخت پر چلتا نہیں کچھ اختیار اپنا
رہا گلشن سے خوش کانٹے سے بدتر ہم کو وہ سمجھا | کیا گلزار خاں پر دل فدا جنگلو ہزار اپنا
نہ بات اُس سے کرو مصری وہ لب کی گانٹھ ہی کھترا | نگوڑی جان کے بیری کو جانا تو نے یار اپنا
خدا نے پدمنی کو قوم میں اُن کی کیا پیدا | پڑا ہے ایک سے رتبہ نہ کیوں سمجھیں چمار اپنا

اری تو جان صاحب پاس گیا کیا لوز بلی پر
تری جوتی کرے پاؤں پہ نکلے سر نثار اپنا

دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا | میں تری تو جان میرا ہو گیا
پھر گئی ایک بارگی مرزا کی آنکھ | دیکھنا بی اور ہی یہ کیا ہو گیا
دوستی کس مردوے کی آج کل | حال یہ کیا دشمنوں کا ہو گیا
مر گئی میں جیتے جی اے بیگما | عشق میں گم کھوج میرا ہو گیا
کیا ہوا چل دور ہو تجھ سے موے | بیاہ میرا اور ہی جا ہو گیا
بیگما سچ بول تو کیوں ہے خفا | کچھ تو ہے نقصان تیرا ہو گیا

کیوں نہ ہو اس روح کو اے جان چین
آئی وہ دل شاد میرا ہو گیا

جب سے سایہ ان کو جن کا ہو گیا | بی پری خانم کو سودا ہو گیا
ایک نا محرم سے گنڈا پا گھاٹ پر | آج محرم دل کا سودا ہو گیا
خوب بھڑکایا تھا اُس کو سوت نے | میں ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا
نیک ہوں روشن تو کہتا ہوں برا | منہ انھیں باتوں سے کالا ہو گیا
دیکھنا اس آنکھ مندی کی چال ڈھال | کس قدر چربانک دیدا ہو گیا
مجھ سے موتی کھو گیا گوہر کا جو | کل تھا جھوٹا آج سچا ہو گیا
اب نظر میں انگلی میں چڑھتی نہیں | دل سے اُتری جب سے چھلا ہو گیا
میں نہ بولی اُس سے دو دن ایک رات | گلبدن جس دم وہ ترچھا ہو گیا

بل بہت کرتا تھا نشتر کی طرح ۔ ایک ہی جھٹکے میں سیدھا ہوگیا
نوح کا طوفان ہیں آنکھیں مری ۔ جس جگہ میں روئی دریا ہوگیا

کیا کہوں سن سن کے باتیں ہول کی
جان صاحب مجھ کو دھڑکا ہوگیا

مرزا مزاج آپ کا جب سے بدل گیا ۔ کس کس کا وہی جوڑ نہیں مجھ پہ چل گیا
تف اس بہادری پہ بنا مردوا ہے کیوں ۔ چھوڑا پٹھا قہ میں نے ترا دل دہل گیا
کیں جس کے آگے باتوں میں مہرن نے گرمیاں ۔ پتھر کا دل بھی موم کی صورت پگھل گیا
مالن ہی نو بہار بنی موتیا کا پیڑ ۔ دالوں سے ٹھنڈلوں کے بدن سارا چھل گیا
خورشید کیا رکھوں انھیں آنکھوں کے سامنے ۔ گرگٹ کی طرح رنگ زمانا بدل گیا
تصویر اُن کی دیکھ کے آنسو نکل پڑے ۔ بچہ ہی تھا کھلونے پہ آخر مچل گیا
دے دیکے چھینٹے کر گیا مفلس ٹرن کو ہائے ۔ سقہ نگوڑا ابھی پری خانم کو چھل گیا
آنکھیں لڑائیں اُن سے کہاریں بانس کھائے ۔ اس کا بھی میری چونڈے پر ڈولا اچھل گیا
چھٹی لڑی دوگانا اوڑا منہ کا رنگ روپ ۔ سورج کی تیزی کم ہوئی دن لو کو ڈھل گیا
دیوانی بن گئی تھی میں پر یونکی کھوٹ سے ۔ چھوڑا طبق ہی جب سے مرا دل سنبھل گیا
کرتی ہو کنگھی چوٹی بڑھاپے میں بیگما ۔ رسی زناخی جل گئی لیکن نہ بل گیا

اے جان ایسا چھاتی سے لپٹا یا کھینچ کر
انگیا کا مری سارا مسالا مسل گیا

سیروں میرے بدن سے لہو ہاں نکل گیا ۔ سرکیا ڈھکا کہ زور ہی جنیاں نکل گیا
ہمدم بلا سے میری اگر جان پر بنی ۔ ارمان تیرے دل کا تو دربان نکل گیا
گھوڑی حمایتی کی عراقی کو مارے لات ۔ سچ ہے مری زباں سے یہ ہاں نکل گیا
منہ زور سب ہیں جتنی ہیں نخاس والیاں ۔ اُن کا بدی میں نام ہی جنیاں نکل گیا
بے تے کی مولوی نے فضیلت کی لاگ سے ۔ دق ہو کے مدرسے سے الفت خاں نکل گیا
جوتی سے کوڑا نیک قدم پر کریں گے وہ ۔ اپنا تو پاؤں بیچ سے گوئیاں نکل گیا

کل کا بنور ناک کریما کی کاٹ کے ۔ لڑکا بغل میں لیکے گلستاں نکل گیا

کوڑی نہ خرچی کہتی ہیں چکلے کی کسبیاں
کیا مفت جانؔ گھورکے پریاں نکل گیا

میکے دل ہو گیا بیگانہ نہ اپنا نکلا ۔ جس سے کی دوستی دشمن ہی نگوڑا نکلا
باجی دن رات کا پھر وہ ہی بکھیڑا نکلا ۔ کوئی گل پھولے گا پھر سوت کا چرچا نکلا
رات کو جا کے سلیماں سے کھلوائی فال ۔ جن کا بوگو پری خانم پہ ہے سایہ نکلا
پھول میں تل ہے مری مہتاب کے پھبتی ہیں کپول ۔ چاند کے پیٹ میں خورشید یہ تارا نکلا
روئی بچپن میں ہوں جب سنتی ہوں طوفان آیا ۔ ایڑیاں ہٹ سے جہاں رگڑیں ہیں چشمہ نکلا

مر گئی سوت مگر غم نہیں بھولا مجھ کو
جانؔ صاحب نہ کبھی دل سے یہ کانٹا نکلا

سرکار میں تجھے تو ارے کام ہو گیا ۔ پاپوش سے تری جو مرا کام ہو گیا
بیگم یہ ٹھنڈی سانسیں بھرے کس کے واسطے ۔ خسنی نے سے سوا جو یہ حمام ہو گیا
کیوں لونڈی آپکی ہوں نہ زلیخا کی طرح سے ۔ یوسف مرا غلام ہی نے دام ہو گیا
دولہ نے جب دولھن کو زناخی کیا سوار ۔ ہمجولیوں کے رونے سے کہرام ہو گیا
رنڈی نہ کربلا میں کوئی جائے اے لوا ۔ حاکم کا لکھنؤ کے یہ احکام ہو گیا
گڑیا سنواروں گی اری میں بھیک مانگ کے ۔ مشاطہ کہہ اودھر تو سرانجام ہو گیا
جمشید کا میں توڑ کے سرلوں گی دیکھنا ۔ غالب جہاں نما یہ مرا جام ہو گیا
مالن بہن کے آئی ہے تو دیکھ لو بہار ۔ سستا گلزی کے مول سے پھولام ہو گیا

تیری جدائی جان کے جانی نے جانؔ دی
شادی کا نام موت پیغام ہو گیا

جانصاحب آکے دل مجھ پہ ترا کیا بھر گیا ۔ ادہی کیا تقدیر بگڑی بن سکے سودا بکھر گیا
بن کے بگڑی بات کیا قسمت ہے تارا جان کی ۔ چاند سا بر آکے دروازے پہ کیسا پھر گیا
بے بلائے مردوے کے گھر میں پھر دوڑی گئی ۔ بے حیا ہے ہے کہ دل مجکو نگوڑا بھر گیا

گو بناتی جان بیٹھی گالیاں بیچے کی ہیں ۔ کھاتے کھاتے یہ مٹھائی جی ہمارا بھر گیا
کل جو عیدی آئی لاڈو جان کی سسرال سے ۔ رکھ لیا باجی نے کیا مشاطہ اور کیا پھر گیا
دیکھے دل میں نفا صاحب کو نہیں رسوا ہوئی
مگر محبت کا بگا لو گو ڈھنڈورا پھر گیا

ہوئے جڑواں جو دو گانا سگے نواسے پیدا ۔ گر ٹھے کیا جیتے ہوئے تھے وہ ذرا سے پیدا
اسکے قرباں جو دو آنکھوں سے چار آنکھیں دیں ۔ کرتی مضموں ہوں آتو کی دعا سے پیدا
پیسے والی ہیں بنی کوڑیا خانم اب تو ۔ کیا ہی چرخا نے کیا مال دغا سے پیدا
چیرے والے پہ نہ یہ بادھنو باندھا ای نرگس ۔ اور دو روگ ہوئے اس کی دوا سے پیدا
صدقے خالق کے ہوا کیا نہیں خالق نے کیا ۔ خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے پیدا
ڈر نہ خیرن سے ہے دیوانی پری خانم تو ۔ ایسے شر ہوتے رہیں تیری بلا سے پیدا
نہ ڈرو نانی کے مردے سے ہوا دیکھو ہوئے ۔ بیٹے اور پوتے نواسو نکے نواسے پیدا
دل تجھے کیا دیا اے جان میرے دشمنو نکے
روز ہوتے ہیں نئے خون کے پیاسے پیدا

ہلکا نہیں ہے بھاری ہے بیٹم نام کا ۔ جوڑا برسا میں آیا بڑی دھوم دھام کا
نکلی ہے کھوٹ شیخ کی گر فال میں ہوا ۔ چھلا اٹھا اڑ دھو کے بی آسا کے نام کا
لگتی نہیں زباں ہی تالو سے ایک دم ۔ بکی موا ارد نا نہیں میرے کام کا
لے جان صاحب آپ کو کہتی نہیں ہوں کچھ
رسوائیوں کا پاس ہے اور اپنے نام کا

اندھا پن بہن کے میرا ہار کر دیا ۔ گوہر نے یار سہیتوں کا ہار کر دیا
ہرنی کے اندھے ہونے پہ ایسی دکھائی آنکھ ۔ نرگس کو میری آپ نے بیمار کر دیا
پھر ہیرا اپنا واہی بنفشہ نے توڑ کے ۔ دو پیسے بھر کا سیر بھر آزار کر دیا
گھورا اسے مجھے جن آنکھوں سے دیکھ دوہوا بیٹم ۔ کل جھپیوں نے ہونس کے بیمار کر دیا
ہیں اس کی گھر یہ اس کا ہوا سب کے سامنے ۔ لکھ پڑھ دیا زبانی بھی اقرار کر دیا

روپا نے اپنے مال کا بھڑوے سنار کو
سنتی ہوں رتی رتی کا مختار کر دیا

چھلا جڑاؤ سونے کا دولھہ کے سامنے
میں نے دولھن پہ ڈومنی کو وار کر دیا

بنو کی بات غیر سے ٹھیرا رہی ہو کیا
سو بار میں نے آپ سے انکار کر دیا

مرزا مقیم سیکڑوں آتے ہیں جوہری
گوہر نے گھر کو جوہری بازار کر دیا

باتیں تمھاری جورو کی چھیڑو سے کم نہیں
اے بیٹا ایسا جورو کو خونخوار کر دیا

دولھہ بنائے رکھتی ہیں لے جان آپکو
بندی کو مفلسی نے ہے ناچار کر دیا

مینہ کا برسنا اور وہ پینا شراب کا
تھا کیا ہی عیش باغ میں جلسہ شراب کا

دیوانی ہو گئی پری خانم ہے آج کل
سر پہ چڑھا ہے رنڈی کے سودا شراب کا

وہ پینے والی ہوں نہ کبھی میرا دل بھرے
پانی کی جا اگر بہے دریا شراب کا

گھٹی میں میری دائی نے کیا ڈال دی شراب
آتے ہی ہوش پینا خوش آیا شراب کا

مشہور سب میں ہو چکی میں دایم الخمر
چھوٹے گا منہ سے اب نہ پیالا شراب کا

گوندھی گئی تھی خاک میری کیا شراب میں
متوالی کیسی بن گئی پتلا شراب کا

ہوتا ہے دل کباب بس اے جان چپ رہو
میں کب سے سن رہی ہوں یہ جھگڑا شراب کا

پڑی ہیں سر میں جوئیں اب ایسی کہ زچ ہے بیٹھنے سے دل ہمارا
ممانی اماں میں سر میں ڈالوں منگا دو تھوڑا سا مجکو پارا

کبھی نہ بھولوں کبھی آ کے پوچھا کہ تیری جیوڑے کا حال کیا ہے
یہی تھے اقرار! تو نے جس دم کنوار چھل تھا میرا اتارا

طمانچے کھائے ہیں میں نے ناحق بلا کے خانم کو اپنے گھر میں
مجھے تو اماں نے پھول کی بھی چھڑی سے اب تک نہیں تھا مارا

کہے میں دیتی ہوں لاڈو خانم قسم خدا کی یہ دیکھ لینا
نکال لونگی میں دونوں دیدے کیا کسی سے جواب اشارا

کیے ہیں فاقوں پہ فاقے اتنے کہ جان مجھ میں نہیں ہے باقی
بنا ہوں تجھ سے بھلا میں کیونکر نہ ہو جو روٹی کا کچھ سہارا

یہ جتنیاں ہیں تماش بینیں نہیں زیارت سے کام انکو
یہی ہے مطلب کہ جائیں درگاہ مردوں کا کریں نظارا

زمیں پہ کس طرح پانوں رکھے دماغ اس کا ہے آسمان پر
گئی ہے بیاہی وہ چاند خاں سے نہ چمکے مہرن کا کیوں ستارا

میں پاس بیٹھی تھی دولہ بھیا کے گرد سنتے تو ہوتی آفت
کیا غضب کیا یہ تم نے مرزا جو نام لیکر مرا پکارا

رہونگی میکے میں اپنے جاکر سواری منگوا دو ہم کو صاحب
یہ ساس نندوں کی بولی ٹھولی کروں میں کب تک بھلا گوارا

لگی ہوئی ہو بناؤ میں تم دوگانا جنیاں یہ کیا غضب ہے
سواری دولہ کی آکے اتری دولھن کو ابتک نہیں سنوارا

تری جو جو روہے سہرے جلوے کی اس پہ جاکر یہ قرق کر تو
ملینگے جاکر اسی سے ہم تو جسے کہ چاہے گا دل ہمارا

بڑی خوشی سے وہ چھوٹی پوتی کا ابھی تم سے نکاح کرتیں
قسم ہے اس سر کی جان صاحب نہ آیا بیگم کو استخارا

کھانا چرا کے خوب نہیں ماسے پان کا | منھ کی کہیں کھلائے نہ چسکا زبان کا
چوری لگا نہ جوہری چننی کے یار کو | دُردانہ موتی لے گئی گوہر کے کان کا
بیڑا تو ہے اٹھایا خدا سر خرو کرے | سر سبز ہوں پتا جو لگے خاصدان کا
صرفہ نہ کر لواڑ کا غارت نہ کر جہیز | پاپی کبھی دے پلنگ نہ بیٹی کو بان کا

مستانیوں کے کیوں نہ کریں تجھ پہ میل دل
اے جان تو ہے مردوں میں ہاتھی نشان کا

چھوٹے دیور سے مرے پردا کیا | باجی صاحب اوہی تم نے کیا کیا

کس ... میں نے آپ کا شکوہ کیا
جو کیا صاحب نے وہ اچھا کیا

مردوے کہتا ہے میں نے کیا کیا
تو نے بس بویا یہ شر پیدا کیا

پیٹ سے اپنے نکالے تم نے پاؤں
ایک گھر سے دوسرا پیدا کیا

کل گئے دن کے دکھائی شکل آج
اپنا کہنا تم نے اسے مرزا کیا

میں تو تڑپی تم نہ آئے رات بھر
یہ کہاں کا آپ نے نخرا کیا

آنا جانا میرے گھر کا چھوڑ دو
تم نے رنڈی کی بہت اچھا کیا

ایک تم نے کی۔ تو میں نے دو کیے
یہ تو بوا وہی۔ میرا کیا کیا

پھر اجی تم سوت کے جاتے ہو گھر
جان صاحب ربط پھر پیدا کیا

عشق جس دن سے کیا کیا کہوں کیا کیا بھولا
غیر کی یاد میں سارا اب مجھے کنبا بھولا

بیاہ ہوتے ہی دلھن جان کو میکا بھولا
چین سسرال میں پائے اجی بھولا بھولا

تم کو ماں باپ کا حق جان کے بیٹا بھولا
ایسے جورو کے ہوئے خوف خدا کا بھولا

دیکھ کے ایسی ہوئی آپ پہ عاشق مرزا
اپنا سب بھان متی کو بھی تماشا بھولا

سچ ہے بی نوج مرے کوئی کسی کے اوپر
یاد رونا رہا گھر بار کا دھندا بھولا

دھر اگلگڑی کیا بچوں کو سہری بھابھی نے
ان کا دو کوسنا اب تک نہیں بھیا بھولا

صدقے میں یاد رہی غیروں کو بانٹی عیدی
جان صاحب ہی کا حق آپ کو مرزا بھولا

چھوڑ کر اوہی خصم تم پہ تو نگرا اپنا
کنگلی بن بیٹھی ہوں گھر بار لٹا کر اپنا

کھوجڑی بٹیا کسی طور نکلتا ہی نہیں
غم موا سمجھا ہے کیا دل کو مرے گھر اپنا

کس کو سمجھاؤں خرابی ہے مری دونوں طرح
بھائی پر زور ہے چلتا نہ خصم پر اپنا

تیرے کہنے سے تو آزاد کیا اے شمشاد
منہ دکھائے نہ مجھے پھر یہ صنوبر اپنا

جان صاحب کی جدائی سے پریشان ہے یہ
دل نگوڑا نہیں لگتا ہے نہ دم بھر اپنا

اے بوا پتھر کا دل ہے اس موئے بے پیر کا
تھا لکھا گھر میں خالق کے میری تقدیر کا

کیا کیا ہے دھوپ میں باندی نے سر اپنا سفید
آج تک آیا نہ شیریں کو پکانا کھیر کا

اشرفی خانم کی چوری اے پری خانم کھلی
ہے بنایا توڑ کے توڑا مری زنجیر کا

بیچ کھوٹے اشہر میں بٹا نہیں گننے کا کچھ
ہے اگر کندن کھرا سونا تیری زنجیر کا

سچ کہا مہرن نے یہ روشن ہے تاروں سے سوا
ہر ستارا چاندنی خانم مری زنجیر کا

اے نگوڑی کیا پھرے گی ہو کے تو ننگے گلے
بن نہ سودائی اری سودا نہ کر زنجیر کا

جان صاحب سامنے مانی کے [illegible] ہونے لگی
کھینچے نقشہ خیالی وہ مری تصویر کا

پیسا تھا پاس رہتے تھے ہر آن آشنا
یا دور دور کرتے ہیں اے جان آشنا

ایسا لہو زمانے کا اب ہو گیا سپید
دشمن ہوئے ہیں جو تھے مری جان آشنا

دیکھوں گی بے قرار ہوں مرتی ہوں سچ یہ ہے
آنکھیں ہیں دل ہے جان ہے ایمان آشنا

اے جان عاشقانہ کہو طور کی طرح
ہیں جن محاوروں سے مرے کان آشنا

کرتا رہا وعدہ تو یوں ہی دھوکے دھڑی کا
مانوں گی نہیں اقرار تو اب ایک گھڑی کا

منہ کالا کرے کون لگا اس کو ہے اب بس
سر ہلتا ہے پر شوق ہے مسی کی دھڑی کا

بیگن سے سوا ہونٹھ ہیں اوئے تری سوکن
کیا رنگ دھواں دھار ہوا مسی کی دھڑی کا

ہو خیر دولھن دولہ کی ماں تھا مرا [illegible]
اچھا نہیں یہ ٹوٹنا سہرے کی لڑی کا

سولہ روپے کیواسطے ٹکسال جو چڑھی | کیسا عزیز اشرفی خانم کو زر ہوا
پردیسی جانتی تو ہیں کرتی نہ چاند خاں | موقوف کس مہینے میں تیرا سفر ہوا

اے جان تو جہاں رہا ایسا ہی سو رہا
مشہور وہ محلہ بھی رستم نگر ہوا

کس کا ہوا اور کس کا ہوگا | کس کس کا گھر گھالا ہوگا
کوکا کو گھر رکھا ہوگا | لڑکا کا گھر گھر رسوا ہوگا
حال ہوا معلوم محل کا | عمدہ اس کا ٹکا ہوگا
دوڑ کر آ۔ او ماما کلو | کوسا ہوگا۔ کوسا ہوگا
سوکھا سا کھا گورا گورا | کملو کا گھر والا ہوگا

جان ..... کا گھر گمراہ ہوا دل
روح کو ہمدم صدمہ ہوگا

بچی جو مری سوئی، داماد بہت رویا | مرنے پہ کھلی الفت ناشاد بہت رویا
لو سوت کے کہنے سے چھریاں تو مرے بھونکیں | کسواسطے پھر پھر کر جلاد بہت رویا
میں نے جو کیا لوگو آزاد صنوبر کو | کچھ پانی تو مرتا تھا شمشاد بہت رویا
سب ہی تھی سیفو کی جس وقت کھلے جوہر | اک اس کی حماقت پر فولاد بہت رویا

دل میں مرے بیچے کے اے جان یہ کیا آئی
روتے جو مجھے دیکھا امداد بہت رویا

کھلا جنگل میں آکے حال ان چڑیوں کے بچوں کا
ہر اک عاشق کو دیتی ہیں یہ پرسا اپنے مجنوں کا
اجی کس پیار سے خانے میں مادہ کو بلاتا ہے
تماشا دیکھو بھورے خاں کبوتر کی تو غوں غوں کا

نہ کیوں دھک سے کلیجہ ہو کہ کنگھی روز کرتی ہوں
مری تو مانگ میں تل ہے تمھیں دھوکا ہوا جوں کا

دھرا رہتا ہے گھر میں اور کسی کو تو نہیں دیتا
ترا دیوان ہے اے جانصاحب گنج قارون کا

جو دل میں ہو وہ رجو روسے تدبیر نہ کہنا
یا رے گا خدا او موئے بے پیر نہ کہنا

صندل جو گھسا میں نے تو بو اسکی نہ چھوٹی
عنبر سے مرا حال ملا گیر نہ کہنا

بی جان کوئی سوت کو ہوشیار ہے کرتا
ٹھہرائی جو ہو اس سے وہ تدبیر نہ کہنا

مصری اجی لائی ہے مزا چکھ کے تو سمجھو
بھیجوں گی رسا دل ہے اسے کھیر نہ کہنا

سید کی جہاں گاسے ہو یا شیخ کا بکرا
تھتکارا سمجھنا اسے تم پیر نہ کہنا

ہے چاند سے وہ چندکہیں جان کی صورت
واری اسے اس کی کہیں تصویر نہ کہنا

مرزا تراب خیر ہے کہتے ہو کیا کیا
گھر خاک میں ملا یا مثل ہے ہوا کیا

اول خصم ہی کرنا نہ تھا۔ گر کیا کیا
کر کے جو رنڈی چھوڑ دیا۔ یہ برا کیا

اس سر کی ہی قسم بوا چھوٹا جو میرا پیر
مجھ پر نگوری سوت نے کچھ ٹوٹکا کیا

راحت تو دل کی ہو گئی کیا رنج روز کا
چھوڑا موئے برے کو زناخی بھلا کیا

بیٹی پتنگ باز کی ہوں کاٹ دوں ابھی
گو پیچ ڈور والے نے مجھ سے نیا کیا

دی ہوش شمع والی پہ پروانہ تم رہے
جب تک رہی جوان مرا دل جلا کیا

لعنت تمہارے دل کو نہ تم آئے آئے ہم
اے جان خوف اپنی نہیں جان کا کیا

ہمزہ سے بھی ذہین ہے بیٹا کریم کا
سیپارہ پڑھ چکا یہ الف لام میم کا

حافظ کی بیٹی ناظرہ کیا ہی غلط پڑھی
سورہ دو گاتا کل جو سنا حام میم کا

ہے ڈیل کا نہ بالوں کا انکی نہ منہ کا وصف
لکھتی ہوں ترجمہ یہ الف لام میم کا

دیدلے تیرا کھیل میں پڑھتی ہو کس لیے
سیجانتی نہیں اری شوشہ بھی میم کا

ہیں پھول نو بہار کے گر باغ میں نسیم
سیپارہ تم بھی پڑھ دو الف لام میم کا

بکری کی طرح میمے لگی کرنے سب ہنسے
صاحب کی میم نام جو کل بھولی میم کا

کیا دیکھ کے شیریں پہ تو عاشق ہوا فرہاد
اس بات پہ ہوتا تو ترا خسرو نہیں اچھا

فتنی ہوں قیامت ہوں قیامت میں کرونگی
کرتی اری حق میں یہ مرے تو نہیں اچھا

ان ہونٹھوں پہ عاشق ہوں میں آنکھوں پہ مروں کیوں
مریم ہوا اعجاز سے جادو نہیں اچھا

مرجان مجھے دیکھ کے لہرائے نہ سونگا
بازو سے مرے موج کا بازو نہیں اچھا

بے آبرو ہوگی جو خصم اس کا سنے گا
گوہر کو بنا نا ہوا لولو نہیں اچھا

لگ جائے نہ کوسا کسی کلجبھی کا ظالم
ہونا ارے مشہور ہلاکو نہیں اچھا

بے چین ہوئی فکر بہت کروٹیں بدلیں
اے جان ملا شعر کا پہلو نہیں اچھا

گھر چھوڑ کر وہ نکلا کیا کامیاب ہوگا
دردر پھرے گا اجڑا جانا خراب ہوگا

وہ سو رہا ہوں رنڈی ڈرتی نہیں کسی سے
ہاریگا مرد لڑکے کیا فتحیاب ہوگا

مجھ زال نے جنے ہیں رستم سے لاکھ بچے
بھاگے گا نوک دم گو افراسیاب ہوگا

جو شوم ہے لٹورا کہتی ہوں اس کے حق میں
چھٹیا حلال کردے تجھ کو ثواب ہوگا

کھلوا نہ منہ لگیں گی اے جان لون مرچیں
جل بھن کے یہ ابھی دل تیرا کباب ہوگا

ہوئی ضعیف میں رنڈیا نہ وہ شباب رہا
تجھے رسم دولہن جان ہی خطاب رہا

جیسا آیا گھر میں فلک سیر چاند خاں کھا کر
تمام رات مری جان پر عذاب رہا

یہ کیا سبب ہے اجی آج مہرباں ہوئے آپ
ہمارے جوتے پر کل تک تو تھا عتاب رہا

میں سن کے عش ہوئی اے جان دیکھا ب چھینٹا
سدا بہار سے گل باغ میں گلاب رہا

سوت کیسی خود ہوا دلبر وہ سوکن ہوگیا
جان صاحب جان کا ہنڈی کے دشمن ہوگیا

جان کے لالے پڑے ہیں دوستی در گور ہو
جس موئے کو دل دیا چندڑی کا دشمن ہوگیا

جوت کیا باقی رہے آنکھوں میں اب آنسو نہیں
ان چراغوں کا تو نرگس خشک روغن ہوگیا

کیا ملون اندھیر ہے آئی نہ مستی شام تک
اپنا اس دھوکے دھڑی میں کام سوسن ہوگیا

میں ہوں روتی جان صاحب تو اڑاتا خاک ہر
تجھ کو ہولی ہو گئی بندی کو ساون ہو گیا

ابکی سسرال سے میکے تو ہو جانا میرا
یاد رکھیو اسے پھر ہو گا نہ آنا میرا

آج کیا پوستی کی جاسے گی ادپر ادبہ
مرنے جو گے یہ نہیں خوب ستانا میرا

دل جلی کو کھ جلی مانگ جلی دکھیا ہوں
ٹھنڈا رکھے گا تجھے او ہی جلانا میرا

تم اگر دو گے نہ تن پیٹ کو روٹی کپڑا
کیا خدا کے کبھی نہیں گھر میں ٹھکانا میرا

یلس ہوں سوتے جب جا ہو اڑادوں جوتے
بال باندھا ہے یہ چوٹی کا نشانا میرا

مرثیہ خوان جیسے سن سن کے بوا روتے ہیں
سوز کھیا کا ہے دیوان فسانا میرا

بن کے جوگن رہوں جنگل میں رماؤں دھونی
اب ہو مجنوں کی طرح گیروا بانا میرا

شوم کی ماں اجی کہتی ہے بہو سے اپنی
قطعہ یاد رکھ بچی یہ کہنا نہ بھلانا میرا

پیسا اٹھے گا تجھے تو نہ کفن تک دینا
قبر میں جاسے جو گو ڈر ہے پرانا میرا

پوتوں والی میں ہوئی اور نواسوں والی
آج تک بیاہ کا ہے جوڑا شہانا میرا

جاؤں دوزخ میں بلا سے تری جنت نہ ملے
بعد مرنے کے بھرا گھر نہ لٹانا میرا

بوریا سونا رہے رونے کو تو کافی ہے
کوئی پرسے کو کبھی آئے نہ بیگانا میرا

گنج سے لاتی تھی دو دال اڑھائی چاول
غیر کی ہانڈی میں پک جاتا تھا کھانا میرا

میں اجی نام خدا روز یونہی پلتی تھی
تھا اسی طرح سے آٹے کا بھی لانا میرا

کوئی مجلس مرے مرنے کی نہ کرنا بیٹی
کھانا پکوا کے کہیں دل نہ پکانا میرا

پیسا اٹھنے سے مری روح کو صدمہ ہوگا
یہ نصیحت ہے مری دل نہ کڑھانا میرا

یہ کسی وقت کی اے جان سنی تھیں باتیں
صدقے خالق کے وہ ہے آج زمانہ میرا

پٹسوں کا بال بال یہ اب تھانہ ہو گیا
کنگھی جو کی تو سوچ کے یہ شانہ ہو گیا

جورو کو مارا جا کے موئے ناپیچلسے نے آج
نامرد میرے ترکے سے مردانہ ہو گیا

بیچے ہوا نہ مانسے کی تجھ کو کبھی لگ گئی
مستانیوں میں بیٹھ کے مستانہ ہو گیا

لیلیٰ سی تو نے پائی ہے کیا کوئی کل موہی
بچی کے واسطے جو کھلونے منگائے ہیں
باجی برانہ مانو اس اولاد کے لیے
صالح بنا ہے۔ اوہی یہ دیکھو خدا کی شان
روشن ہے جب سے شمع کا گل لینے آئی وہ

مجنوں کی طرح مردوے دیوانہ ہو گیا
گھر والا گھر کو کہتا ہے بت خانہ ہو گیا
پوچھی ہے سیتلا جو کبھی دانہ ہو گیا
بڑھ بھس لگا ہے بکنے وہ دیوانہ ہو گیا
دل چیت لگن پہ آپ کا پروانہ ہو گیا

اے جان جانی دوست سمجھتی تھی دل کو میں
الفت میں یہ یگانا بھی بیگانہ ہو گیا

کیا عجب منہ پہ دگانا کے اگر تل آیا
لے کیا عشق کا جھگڑا نہ کسی قاضی نے
موت جھپیا مری انگاروں پہ ہو لوٹ رہی
میں نے حاتم کیطرح دی ہے اُسے بے مانگے
آبرو آئینہ کی ہلکوٹی پانی پانی ؛ ؛ ؛

ایک نقطہ نہیں قرآن میں باطل آیا
اس عدالت میں ہوا کوئی نہ عادل آیا
کیا مرے ہاتھ سوا لاکھ کا ہے بل آیا
جو مرے حسن کی دولت کا ہو سایل آیا
لوگو اس چاند سے منہ کے جو مقابل آیا

کیوں چھپاتا ہے ارے کہہ گئی دلبر تجھ سے
جا لفصاحب ترابی جان پہ ہے دل آیا

سخت جنا ہے اوہی پایل کا
جس کو روشن چراغ کہتے ہیں
قدر سب کی فقط بنا دُسے ہے
آٹے کی چھپر میں وہ ریوڑی کے
گڑیا لیلیٰ ہے گڈا مجنوں ہے
اُن کے دق کرنے میں پڑیں پتھر
اے سلیمان خاں وہ ہوں بلقیس
تم سے جن کو اتاروں شیشہ میں

کیا بڑا وقت ہے یہ مشکل کا
داغ چند وہ ہے مرے دل کا
خوش ہے لگتا مکان کہگل کا ؛
ہوگی جس دم حساب تل تل کا
تم کرو کام بھائی نوفل کا
اُن کے خاتم مرض ہوا سل کا
میٹ دوں صاف نقش کا بل کا
ہوں پری یاد فن ہے عامل کا

ایک ہی ہے یہ کھو جڑے سے پیٹا

اُن کا مطلب رات کو مجھ سے جدا رہنے کا ہے
سمجھی اے خورشید وہ لائے جو ہیں سرخاب اب
زہر شیریں نے ہے کھانے میں ملایا دیکھ لو
چینی خانے سے منگا کے باجی بھی قاب اب
اڑ گئے ہیں ہوش مرزا کی جدائی سے مرے
جانؔ صاحب دل ہے پارے کی طرح بیتاب اب

یہ نہیں خورشید کے چشمے میں آب و تاب اب
چاند خاں جو ہے حسین آباد کا تالاب اب
نو کھنڈا بارہ دری ہے عرش سے کرسی سوا
برج ایسے ہوں گے گردوں پہ نہ اے مہتاب اب
حور ہیں بھٹیاریاں غلمان مسافر ہیں بوا
دیکھی دنیا کی سرا میں ہے سرا نایاب اب
باغ تو جنت ہے اور رضواں مرے چھوٹے میاں
خضر و کوثر ہے حسین آباد کا تالاب اب
جانؔ صاحب حشر تک آباد یہ رستہ رہے
اور ملکوں میں تو ہے ایسی سڑک نایاب اب

غنیمت کی ۔ ادہی ۔ یہ کیا شیطان کیا غضب
ٹوٹے گا تیری چندڑی پہ اللہ کا غضب
کیونکر ترا ب خاں کے میں گھر جاؤں اے نسیم
اڑتی ہے خاک چلتی ہے کیسی ہوا غضب
اڑتے ہیں میرے ہوش چھلاوا تو یہ نہیں
بیٹا تمھاری کرتی ہے باتیں بوا غضب

غزل ردیف (ت)

خدا نے دی ہے بی نام خدا کس شان کی صورت
خدا شاہد ہے ننتو ہیں ایک بندی جانکی صورت

مری بیٹا تو اے جنگلو بھی اک انسان کی صورت
لگا کے دل بنی انسان سے حیوان کی صورت

وہ دل ہی اور تھا پروانہ تھی جب شمع والے پر
پڑھوں لاحول اے دیکھوں جو اُس شیطان کی صورت

وہ سونا بھٹ پڑے ہے جس کے ٹوٹے کان آئے گوہر
پہن کے بالیاں کندن نے کی کیا کان کی صورت

ہنسی اچھی نہیں سیلین منہ پہ تھوک دینے کی
ادب لازم ہے ہر چیز کیا میاں قرآن کی صورت

نہ کیوں کر آنسوؤں سے بی رہیں پلکیں مری بھیگی
سدا پانی میں رہتا کھیت ہے یہ دھان کی صورت

ہوئے وحشی بنایا آکے اُس جنگل میں گھر تو نے
جہاں کوسوں نظر آتی نہیں انسان کی صورت

مرے نواب سے لالن کا اپنی سر وہ ڈھکوائیں
پہ ہے اک سرخرو ہوئیگی ہونگا جان کی صورت

مجھے نفرت ہے صورت سے نگوڑے جانصاحب کی
وہ اُس کی شکل کیا ہے لے بوا قربان کی صورت

ہے دوالی سے سو آج کا دن آج کی رات
گھر سے نکلو۔ نہ ذرا آج کا دن آج کی رات

اے میاں ناچ نہ موقوف ہو سارے مہمان
دیکھ لیں اور مزا آج کا دن آج کی رات

قد نظر آتا ہے بوٹا سا مجھے چاند سی شکل
ہے قیامت سے سوا آج کا دا آج کی رات

صبح کو دیکھا ہے منہ شام برن کا میں نے
خیر سے کاٹے خدا آج کا دن آج کی رات

بیاہ کے لائی بہو نیگ۔ جو دوں تھوڑا ہے
کس خوشی کا ہے دوا آج کا دن آج کی رات

تیسرے دن نہیں جاتے ہیں کسی کے گھر سے
اور رہ جاؤ بوا آج کا دن آج کی رات

جان کی خیر ہو صدقہ ابھی کچھ دے ڈالو
جان تم پر ہے کڑا آج کا دن آج کی رات

کبھی مہتاب نے مہر سے ملاقات کی بات
پیٹ کی ہلکی ہے اک دن نہ پچی رات کی بات

آپ کے دم میں جو آجاتی ہو نہیں بھولی ہوں
گھاتیے تم ہو تمھیں سوجھتی ہے گھات کی بات

چور ظاہر ہے نہ سر پر خون سے لیسین خان — ہو چھری پڑھ کے جی قرآن میں رکھنا عبث

آج ہی کھاؤ کھلاؤ کل کی کل کے ہاتھ ہے
جانصاحب خرچ میں کرتے ہو تم صرفہ عبث

داغ وہ منہ زور دیگا لے دیا گھوڑا عبث — یار یہ دولت قدم کرتی ہو اب کوڑا عبث

داغی جائے گی چھچھوندر ناک بھی ہوگی قلم — پھلجھڑی کیطرح تقرا جل سکے یہ چھوڑا عبث

تم نے اس کا کو لنسا ثابت کیا کھوٹا چلن — اشرفی خانم کی چنڈری پہ ستم توڑا عبث

کیا برابر دائی کے انا نہ تھی انعام میں — حق تو اسکا تھا بہت حصہ ملا تھوڑا عبث

عشق میں جراحنی کے اپنے دل کو آپ نے
ہے بنایا جانصاحب جان کے پھوڑا عبث

غزل ردیف (ج)

جنگیز خاں سے کم نہیں خونخوار کا مزاج — دشمن کا ہو نہ جو ہی مرے یار کا مزاج

کچھ پیچ ہے جو بگڑے بنی جان سے حضور — کیا جانتی نہیں ہوں میں سرکار کا مزاج

خوابواجی سکھاتے ہیں اپنی انھیں ہو کے — باجی خراب کرتے ہیں سردار کا مزاج

مزدورنی کے عشق میں شاید سڑی ہوا — گھروالا پوچھتا ہے جو دیوار کا مزاج

اپنے حرم سے تم نے منگائی مری خبر — بیری سے کوئی پوچھتا ہے یار کا مزاج

دولت نسا سے اشرفی خانم نے یہ کہا — ماشاء اللہ گھڑی میں تولہ ہے زردار کا مزاج

کیونکر خفا نہ تم سے ہو نرگس ستارہ بان — پوچھا کروشہ رات کو بیمار کا مزاج

خاطر میں جیوں جیوں کرتی ہوں جنبہ دہ بندو رڈکی — ملتا نہیں فلک پہ ہے مردار کا مزاج

تو نے کیطرح بیچے سے کی بے مروتی — کیسا برا ہے او ہی وفادار کا مزاج

پہلے نہیں کی بعد کیا جس سے جو کیا — ہے ہی بہت برا ہے یہ انکار کا مزاج

کیسی ہیں بوڑھے چونڈے پہ یہ مہربانیاں — پوچھا جو آج ساس گنہگار کا مزاج

ہاں کے سوا نہیں نہیں آیا زبان پر
ہرگز نہیں اجی مرا انکار کا مزاج

ناحق خفا جو مجھ سے ہو باجی تو خوش رہو
بھاتا نہیں اجی مجھے تکرار کا مزاج

اے جان دل حرام سے پرہیز کیا کرے
رہتا نہیں ہے آپ میں بیمار کا مزاج

سوکن سے میری نکلی زمانہ کی احتیاج
ہوتی ہے اس کو روز نہانے کی احتیاج

کنگلی کو تھیں بی زنانی بڑی آدمی ہوئیں
اب کیا ہے میرے گھر نہیں آنے کی احتیاج

جو دال دلیا ہو دے میسر مجھے وہ کھائیں
بھائی کو بھابی کیا ہے کمانے کی احتیاج

بی بی کا دانہ کھائے گی انگول کر ضرور
نیوا کر نہیں ہے نہانے کی احتیاج

ناحق خفا جو ہوتے ہو مرزا تو خوش رہو
ہیں کوئی آج سے نہیں لانے کی احتیاج

مصری جو گڑ دیئے سے مرے سچ ہے یہ مثل
پھر اس کو کیا ہے زہر کھلانے کی احتیاج

گو پستہ قد ہو اور ہی بڑے فیلسوف ہو
اے جان تم کو کیا ہے سکھانے کی احتیاج

غزل ردیف (ح)

لگی ہو نوج مرے دشمنوں کی یار میں روح
وہ ایسا دوست نہیں ہو جو دستدار میں روح

کیا سٹرن نے ہے چالیسواں بسنت کے روز
نکالی قیس کی لیلی نے کس بہار میں روح

یہ وہ بلا ہے نہ ڈرتا خدا سے اتنا بھی
جو آدمی کے اجی ہوتی اختیار میں روح

نگوڑی سر کھلی آندھی میں کیوں کھڑی ہے تو
ہزار رنگ کی ہوتی ہے اس غبار میں روح

نہ کیوں ہیں موم کی مریم تجھے کہوں نرگس
پگھل گئی تری ڈور در کے بخار میں روح

ہے عمل سامری کی کیا۔ وہ جادو کرتی ہوں
کہو تو ڈال دوں مرزا کی پشت خار میں روح

زبانی باتیں ہیں کیا جان بازی بدتی ہوں
نہ لوں گی جیت میں تم نہ دوگے ہار میں روح

بی کریما میر گل بھی ہیں الف خاں کی طرح
خار ہو کر بوستاں پہنچیں گلستاں کی طرح

طوق دم سے لیا بی اتبو چاندی بن گئی
کیمیا گر کی ہو جورو مجھ سی جنیاں کی طرح

دیکھا بی بینا تمھیں بھی اوہی تو نا چشم ہو
پھیر بن اک پنجرے پہ آنکھیں تم نے گویاں کی طرح

رنگ رنڈی کا بند ہے ایسی نہ کی کوئی زمیں
مردوں نے اپنے ہی مطلب کی ہاں ہاں کی طرح

فارسی کے قافیوں سے ریختی کو کام کیا
جان صاحب اوہی کیا کہتی بھلا یاں کی طرح

غزل ردیف (خ)

ہے شیریں کی ہے کہانی تلخ
ہو گئی سن کے زندگانی تلخ

سب سہیلوں کی غصہ کی سے شکرو
نہیں سننے کی بات جانی تلخ

لو دیا اس نے کوہ پہ نظم کا پتھر
کیوں نہ خسرو ہو بیٹھا پانی تلخ

کام فرماؤ عقل کو باجی
کیا بری بات ہے جو جانی تلخ

ہر گھڑی مردوے الجھ پڑنا
غصہ کر دے گا یہ جوانی تلخ

جان صاحب بہت سنا نہ کرو
ہے بری عشق کی کہانی تلخ

تو دوپٹا اوڑھ کر نرگس ہوئی بیمار سرخ
ایسا نہ باندی تو الیو مو یافت تک زنہار سرخ

بی اماں یہ وہ ہو گی خاک شفا عشق کی شب
ہو گئے دانے ہیں اس تسبیح کے سو بار سرخ

پان یہ کھا کر جو ہنسی گوہر لو اس کے عکس سے
موتیوں کا ہو گیا باجی گلے ہیں ہار سرخ

تیا پیلا ایسا شاہانہ دولھن کو چاہیے
سچا جوڑا جوڑیوں کا لا دے ہوشیار سرخ

جان صاحب کس کی منڈیا کاٹ کے آیا ہے وہ
ہے لہو سے آج اس خونخوار کی تلوار سرخ

پھولا لام میر گل ہوا پینے ہزار سرخ
دیکھا نہ زیب مردوے کو زنہار سرخ

تاڑی پیٹے تو توڑی نہ فولاد خاں کو دوں
اپنے لہو سے اس کا کروں میں کنار سرخ

کہتی ہے میری صبح کنور پھبتی شام پر
ہوتا شفق کا رنگ ہو جیسے شکار سرخ

اس کلموہی نے مانگ میں سیندور ہی بھرا
کرتی ہے یہ گنواری بھی اپنا سنگار سرخ

کنکوا اک نگوڑے نے پیٹے میں ڈال کر
لے جان میری کاٹ دی کل مانگدار سرخ

فتنہ انگیز اور آفت شوخ
بچی خیرن کی ہے قیامت شوخ

سلے مسی جو آئی ہے سوسن
کیا جمی پان کی ہے رنگت شوخ

انکھ منڈی آپ تھی لڑاتی آنکھ
ہے مری مجھ کو واہی تہمت شوخ

میری بچی تو ہے غریب بہت
دیکھنے میں ہے اس کی صورت شوخ

تھی بڑی لال باغ کی مہندی
ہاتھوں کی کچھ ہوئی نہ رنگت شوخ

لڑکی۔ دیدے کا ڈھل گیا پانی
حرکتیں کرتی ہے نہایت شوخ

غم کے ہاتھوں سے ہو گئی پھیکی
جان صاحب کی تھی طبیعت شوخ

غزل ردیف (د)

لوج ہوں آفتاب کی مانند
کیوں جلوں میں کباب کی مانند

سوئی خورشید تیری باتوں سے
بھن گیا دل کباب کی مانند

بجھائی اپنی سے گھر کے پانی کو
جانتی ہوں شراب کی مانند

گر میاں تجھ سے کرتی ہے مہتاب
لو میاں آفتاب کی مانند

میں بھی ہو جاؤں کیا ابھی ننگی
آپ ہوئے بے حجاب کی مانند

ادھر آئی ہوا اُدھر بھاگی
ہے جوانی بھی خواب کی مانند

کیوں نہ کشتی سا تو کھروتا نگوں
ہے کٹوری حباب کی مانند

گھر کے دھندوں میں پھنسی صاحب   گور کے ہیں عذاب کی مانند
جانؔ صاحب رہی نہ بات کی قدر
قند بکتا ہے راب کی مانند

اگر سنے گا نہ کوئی میری یہاں فریاد | اجی وہاں تو نہ جائیگی رائیگاں فریاد
جو اس کی لاٹھی میں آواز ہے تو پاؤں گی | سوا خدا کے کروں کس سے بیگماں فریاد
نہ گھر میں ڈال کے گوہر کو آبرو کھو میں | کریگی صدر میں جا جا کے کسبیاں فریاد
اے بھائی جوہری اس عدل پہ پڑیں پتھر | نگوڑا جھوٹا ہو سچا کرے جہاں فریاد
انار توڑے تو ہیں دانت کھٹے ہو جائیں | ولایتی کرے اُن سے جو باغباں فریاد
یہ کہدو جانؔ اگر اس کی جورو بھاگ گئی
بھنبھور ترے میں کرے جا کے لال خاں فریاد

مونہہ پہ کیا پوچھتا یوسف سے ہوا میرے بعد | عشق میں نام زلیخا کا ہوا میرے بعد
رات کو خواب میں لیلیٰ نے کہا بندی سے | تو نے پھر زندہ مرا نام کیا میرے بعد
جیتے جی بندی کا اللہ دکھائے سہرا | تجھ کو کیا لوگو جو گھر اُس کا بسا میرے بعد
سچ میں کہتی ہوں بنی بخش بڑا ہو داماد | رکھے عزت میری بچی کی خدا میرے بعد
قبر میں روح کو صدمہ مری ہوگا مرزا | سوت بچوں پہ اگر ہوگی خفا میرے بعد
کارخانے میں خدا کے نہیں کچھ دخل ہوا | بچہ تم پہلے جنیں بیاہ ہوا میرے بعد
منہ پہ جو چاہتیں کہہ لیتیں بُرا یا کہ بھلا | اُن سے کرنا تھا نہ باجی کو گلا میرے بعد
بھیا فرہاد ہی تھے جان جو دی شیریں پہ | تم نہیں ایسے دکھاؤ جو وفا میرے بعد
بھولی کس برتے پہ ہو یاد رہے اے بنو | اس نصیحت کا اُٹھاؤ گی مزا میرے بعد
جیتی جب تک ہوں میں ہے ساری محبت حسب | ایسے تم بیاہ کروگے نہ بھلا میرے بعد
دل یتیموں کا بہت ہوتا ہے نازک بنو
جانؔ صاحب کو جھڑکنا نہ ذرا میرے بعد

غزل ردیف (ذ)

لے مری اچھی دوا کیا ہوا میرا تعویذ
نہ بُرا مان بتا دے جو ہو دیکھا تعویذ

چاندی سونے میں تو منڈھو نہیں صلا تعویذ
سب سے لگ جاتا ہے چوروں کے نگوڑا تعویذ

بانس منڈی سے تو پوشیدہ منگایا تعویذ
خوب جھنڈے پہ صنوبر نے چڑھایا تعویذ

نقش دل پہ ہے یہ اُس ہندی کے بیبو بیبو
بست و ربست کاکو کا نے چرایا تعویذ

چاند سورج نہ علی بند نہ ہیکل لائی
ماما کیا لیکے کرونگی میں اکیلا تعویذ

جو کہ تقدیر کا لکھا تھا ہوا وہ باجی
کام آیا کوئی گنڈا نہ کسی کا تعویذ

سوت کی آنکھوں کے جادو ہوئی کیا بیمار
پوست پر آہو کے لکھوا کے جو باندھا تعویذ

سوت کے منہ کو لگے سات تووں کی کالک
میرے چولھے میں اُسی نے یوا گاڑا تعویذ

سحر کیا کام کرے جان پہ اور کیا جادو
نقش دل اُس نے کیا نادِ علی کا تعویذ

غزل ردیف (ر)

جب گھر میں آئے ڈھونڈھ چکی بیشتر کمر
خالی ہی اُن کی آئی ہے مجھکو نظر کمر

نچکے ہزاروں کھاتی ہے چوٹی کے بوجھ سے
نازک دوگانا جان کی ہے اس قدر کمر

مغلانی کیوں بڑا کیا پاجامے کا یہ گھیر
میری تو چکلی چوڑی کی نہ تھی اس قدر کمر

عنبر سے اور مشک سے کھسواؤں گی تجھے
صندل نہ تو نے مرزا کی پکڑی اگر کمر

میں بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گئی
مردوں کا منہ چڑاتی ہوں اب باندھ کر کمر

روٹی خدا کے ہاتھ ہے اے جان گھر میں بیٹھ
کیوں باندھے پھرتا ہے تو دربدر کمر

گھر میں بولی نہ مٹرن سمجھی سڑن سے باہر
ہاں لڑی صبح کنور شام برن سے باہر

دو تو یکجا موئے جل جل کے ہو الفت کا برا
نہ ہوئی شمع نہ پروانہ لگن سے باہر

ساتھ سوتیلوں کے تم جاتے ہو کیا پردیس
رہنا ہشیار ذرا بھائی بہن سے باہر

رہ کے ٹکسال میں کر بنو نہ کھوٹی باتیں
ہو نہ تو اشرفی خانم کے چلن سے باہر

رنگ لائے گا یہ منہار ہے باجی ہنو
اپنے گھر سے اسے کر لاکھ جتن سے باہر

مر جاؤں تو نہ آوے وہ بندری کی گور پر
کیا ہوں گدھی میں جان دوں بہرام گور پر

دی جس امیر نے جلی کوڑی فقیر کو
سمجھا وہ پھیرا چونا یہ حاتم کی گور پر

پروانے باجی صبح سے مرتے ہیں شام تک
روتی ہے شمع رات بھر عاشق کی گور پر

روشن علی دیئے کی تو ہوتی ہے روشنی
جلتا چراغ گر نہیں حاتم کی گور پر

کھا جائے گی ہر ایک کو ڈائن نہ چھوڑے گی
تعریف لکھنا گور کی یہ میری گور پر

ہے جانور جو روح سے چڑ سکا رہے اجل
چھپکلی کی پھبتی کہتی ہوں جنگلو کی گور پر

مہمل ہے ایک قافیہ کا کہنا بار بار
کیا بک رہا ہے گور پہ اے جان گور پر

رہ رہ کے غصے آتے ہیں باندی کی گھور پر
کیا رنڈی سا ہو شکاری سے مرتی ہے چور پر

خونی قضائی صدر کا حاکم ہے لعل خاں
لوٹے کے پڑیں عجب نہیں مہندی کے چور پر

رنگین کی ریختی ہے سخن میرا ریختہ
فتنے کو فوق کیوں نہ ہو اے باجی قور پر

چھچھ میں باجی ایک مسلمان تھا کمہار
یہ حال اس کی گھر کی نظر آئی زور پر

دلوایا شب برات میں مردہ کا فاتحہ
لوٹے گھڑے پہ پڑھنے پہ ٹھکے ٹھور پر

دریا کنارے خضر و پہ کل ولیاں آئی لہر
پن گڈی آج تیغ کی اڑاؤں میں دو تیر

نرگس خدا دے عشق کے بیمار کو شفا
یہ کودتا مرض تو اجل کے ہے زور پر

اے جان میرے داغوں کی پاتا نہیں بہار
ہے جھاڑ کے نکالتا ہر سال مور پر

آج جو وعدہ کیا تھا پھر گیا وہ پیر پر
کل پری خانم سے پھوٹم چھاٹا دیوانی لڑی
سخت میں حیران ہوں نسبت ٹھہرتی ہی نہیں
کیا تھی اگلا زمانہ تھا۔ ہوا۔ منہار کو
اس سے ملنے کی کوئی صورت نظر آتی نہیں

اب نہ جا لعنت کراو منگلو موئے بے پیر
دو روپے کی اشرفی خانم لوانے نخیر پر
سنگیں خانم کی اجی پتھر پڑیں تقدیر پر
لاکھ توڑے دیدیئے اک گھر کی زنجیر پر
روز کرتی ہوں نئی تدبیر اب تدبیر پر

سچ کہا اے جان شکرو کی بڑی ہمشیر نے
دودھ پیتے ہو ہوں انکا فاتحہ دو شیر پر

نماز پڑھ پڑھ کے تو گنا ہوں سے اپنے توبہ ہوا کیا کر
نہ جانے ہندو یہ وسے دوگانا خدا خدا کر خدا خدا کر

نہ دیکھ دولہ ساس نندوں کے آگے گھونگھٹ اٹھا اٹھا کر
نئی نویلی دولھن ہے بچی ابھی تو دو چار دن حیا کر

وبال جنیا ہے دم الجھتا ہے کیا کروں بال ہیں بڑھا کر
جو اپنے عاشق تھے چل بسے اوہی مجکو جنجال میں پھنسا کر

نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈی بٹھا کے گھر پر
بنایا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تم نے ڈھا کر

وہ ایک دن تھا کہ میرے آگے فرشتے کی کٹی نہ دال گلتی
بھرے ہیں گالوں میں انبو چاول کریں وہ باتیں چبا چبا کر

کریں وہ مجھ پر نہ فرق اتنا کچھ ان کے گھر منہ میں پڑی ہو
کروں ایسے بگاڑ ڈالے گھروندے میں نے بنا بنا کر

یہ ڈر ہے جنی کی طرح سر پر نہ تیرے چڑھ بیٹھے چوٹی والا
کنواری بالی ہے موتی بیگم نہ بال کھولے ہوئے پھرا کر

لگائی سوسن نے ایسی مسی کہ جیسے بطخ نے کھائی کیچڑ
کسی نے مارا ہے منہ میں پتھر نہیں یہ آئی ہے پان کھا کر

وہ بات اگلی نہ یاد رکھی ابھی سے بھولے ہو میری چاہت
مجھے نہ کھونی تھی اپنی عزت تمھاری دم بازیوں میں آ کر

سوا تمھارے کسی سے میں نے نہ رکھ کے روٹی پہ بوٹی کھائی
اگر نہ مانو اٹھاؤں بتیسوں کلام صاحب ابھی منگا کر

خدا نے چاہا نہ ٹھنڈی بیٹھوں رہیگی سورج کی طرح چندو
چلی ہوں دنیا سے جلتی جلتی اسی نے مارا جلا جلا کر

گیا تھا گنگا مہاجن آتے ہی پہنچا باسے میاں کے میلے
نہ ٹالے باسے بتاؤ صاحب منگا دو باسے مرے چھوڑا کر

نصیب سید صا اگر ہے میرا تجکسی نکلے گی کھاٹ اس کی
وہ سکھ نہ پاسے گی جس نے بھیجا ہے الٹی پٹی تمھیں پڑھا کر

جوئے کی جس دن سے لت پڑی اُن کو کیا کہوں تجھسے حال فضہ
جو چاندی سونا تھی لائی میکے سے لے گئے وہ ذرا ذرا کر

جُدائی اُس کی تو ایک دم کی نہیں گوارا ہے مجکو لوگو
تمام کنبے کو چھوڑ بیٹھی ہیں جانصاحب سے دل لگا کر

غزل ردیف (ز)

چلتی شراب باغ میں ہے صبح شام روز
پھول آفتاب پیتا ہوا ہے بی مدام روز

چلمے پہ چلمے دیتا ہے وہ لو تجھے نہیں
آقا کی کہو وزیر ہو کا غلام روز

محشر میں کیا خدا کو سوا منہ دکھلائے گا
بہو کی کے حرم سے ہے کرتا حرام روز

میکے میں جا کے ماما اجی کہدیا کرے
تسلیم بندگی مرا مجرا سلام روز

اے جان کس طرح نہ مرا ناک میں ہو دم
آ کے جیسا ستائے نگوڑا زکام روز

آج تو چھندی محرم کی ہے درگاہ چلیں
حاضری کا ابھی کر لیویں کے سامان عزیز

پاس پیسا تھا ابھی کوڑیا خانم جب تک
گھیر سے رہتے تھے مری بیٹی کو ہر آن عزیز

عارسی آئی سکندر کو مری باتوں سے
صاف آئینہ سا بس ہو گیا حیران عزیز

غیر کیا مفلسی میں خاک تجھے پہچانے
جانکر ہو گئے اے جان صاحب انجان عزیز

غزل ردیف (س)

رکھا ہے جب سے سوگ دوگانا نے یار کا
مستی کی کچھ ہوس ہے نہ کچھ پان کی ہوس

بیٹھی چھپو الو دھاؤں گی الماس کوٹ کر
دل کی رہے گی دل ہی میں جان کی ہوس

چاندی تو کیا ہے سونے میں منہ ڈھولوں اے لو
ہو ڈھونڈنے کے مجھ کو جو قرآن کی ہوس

عرضی لگا دوں جا کے عدالت میں مہر کی
ہاں ہے مردن جواں کو جو بہتان کی ہوس

گنگا کے پار کیوں نہ چھری پر سے میں جاؤں
در گور ایسے بیٹے کے قربان کی ہوس

اولاد جیتی جاگتی جم جم ہو اس کے گھر
پوری خدا کرے مری بی جان کی ہوس

اے قبالن ایسا بلا سے وہ دیتی ہی مجھ پہ جان
مٹی میں تو ملا نہ بی جان کی ہوس

ماں کا لازم ہے تم کو باپ کا پاس
میں ہوں جورو کرو نہ میرا پاس

سوت سے گالیاں نہ کھلوائے
تم کو ہوتا جو کچھ بھی میرا پاس

کیا زمانہ برا ہے - اچھی بی
کوئی کرتا نہیں کسی کا پاس

اس کے نزدیک میں بہت ہوں ذلیل
اس سے ہر بات میں ہو کرتا پاس

اس خصم سے کنارہ کر خضرو
ڈوب مرنا تو جا کے دریا پاس

بات میں امیری کیوں نہ وہ پوچھیں
مجھ کو ان کا ہے ان کو میرا پاس

بی دوگانا کا جب سلام لیا
حق ہے میں نے کیا خدا کا پاس

نتھا کا تو نہ جان صاحب تم

اُس کو کس رشتہ سے بلایا پاس

ماں سے ہم کو سوا ہو پیاری ساس
باجی دنیا ہوا ور ہماری ساس

جوہران کے کھلیں ہیں بہوؤں پر
چھریاں سندیں ہیں اور کٹاری ساس

بونوں بڑھ کر تو ذبح کر ڈالے
ہے وہ جسّلادنی ہماری ساس

آنا میکے میں تم جیسی بنو
آپ منگوا دے جب سواری ساس

حق پہ ہیں تھی بوا بہو خانم
اُس سے ہیں جیتی اور ہاری ساس

ہلکا جوڑا تو ہے بہو پہنے
دیکھو باجی ہے پہنے بھاری ساس

اُس کی رنڈی بھی ایسی ہی ہو گی
جان صاحب کی ہے کنواری ساس

غزل ردیف (ش)

دو دن سے دانا پانی ہوئے کو حرام ہے
باجی یہ ہے صلالی کو مردار کی تلاش

گوہر اسی میں خیر ہے رکھ اپنی آبرو
لا جلد کرکے موتیوں کے ہار کی تلاش

یوسف نے گھر میں ڈالا جو بازاری کو ہے
جائے گی اُسکے دل سے خریدار کی تلاش

اے جان دل دیا تجھیں تعزیر دو مجھے
حاضر ہوں کل سے کیوں تھی گنہگار کی تلاش

تھا کچھ تو چور دل میں جو سو بار کی تلاش
کیوں موئی کالی رات کو تلوار کی تلاش

کی ہیں نے رو کے آہ تو منش ہنس کے بولے وہ
مدت تھی ہمیں بھی ہوا دار کی تلاش

میں بھی تو بھولی بھالی ہوں کچھ پاس تھے ں
مکار تم ہو تم کو ہے مکار کی تلاش

موئے پہ بیٹھیوں کسی کی احمق ہوں کیوں
وہ دل نہیں ہے اب جو کروں یار کی تلاش

خضر وکہیں ملا نہیں دریائے نا بدل
اس پار کی تلاش ہے اس پار کی تلاش

اے جان دل میں بیچونگی اب کوڑیوں کے مول

رہتی ہے روز مجھ کو خریدار کی تلاش

غزل ردیف (ص)

گزرا دن تو نہ آئی پاس خواص — اٹھ گیا دل سے کیا ہراس خواص

شرط ہے ہڈیاں تری توڑوں — تو نے توڑا مرا گلاس خواص

نکٹی تھمتی نہیں ہے چھینک تری — سونگھی کیا تو نے وہی ناس خواص

مانگا آئینہ لائی تو تسلا — ہو رہی ہے تو بدحواس خواص

پانچ چھ لیں مگر نہ ٹھہری ایک — کوئی مجھ کو نہیں ہے راس خواص

باندی بیچے سے لو میں بیاہ کروں — لو بچ اس بندی کی ہو ساس خواص

کپڑے اُجلے ہیں پہنے زیور ہے — پھر ترا دل ہے کیوں اداس خواص

دور کر رنج زہر کھا نہ۔ اری — جان کا کچھ نہیں ہے پاس خواص

آپ کے آگے اشرفی خانم — لے گئی ہے روپے پچاس خواص

جان صاحب کہیں نہ قصہ ہو

گاتی بے وقت ہے بھباس خواص

مجھ کو خوش آتا نہیں تیرا دوگانا اخلاص — جو کوئی سامنے آیا وہیں جوڑا اخلاص

آج مجھ سے ہے تو کل اور سے مرزا اخلاص — ایسے ہرجائی سے ہو تو بچ نگوڑا اخلاص

بندی درگزری بہت روؤگے بیجا نہ ہنسو — واہ صاحب تجھے ایسا نہیں بھاتا اخلاص

بن گئی جان پہ الماس کے سن کر جوہر — کیا یاقوت نے ہیرا سے بھی پیدا اخلاص

گلبدن پاس جو کم خواب کیا کرتی ہو — راست کہدو ہوا کس واسطے ترچھا اخلاص

دن میں سو بار نہ خورشید کے گھر جایا کر — اری مہتاب کرے گا یہ تجھے رسوا اخلاص

جان صاحب نہ کوئی کام ہمارے آیا

لاکھ مردوں سے کیا بندی نے پیدا اخلاص

غزل ردیف (ض)

جان صاحب سے میں دل ہنو لگاؤں کیا غرض
دیکھے دل بیدرد کو صدمے اُٹھاؤں کیا غرض

ہے پری خانم چھپلیائی سے بد تر بد بلا
بول کے پیچھے بلا اپنے دگاؤں کیا غرض

زہر کھا کر جان دی نرگس پہ آنکھوں کی قسم
تیوری پر آن کی ہیں کیوں لٹو سے بہاؤں کیا غرض

ہے مثل بی جان سچ۔ مرتے مرتا ہے کوئی
لعل خاں پر لالی چنیدری کو گرواؤں کیا غرض

ہوگا جو ہانڈی میں ڈوئی میں وہ آئے گا نکل
بول کر خیرن سے بتوشر بڑھاؤں کیا غرض

جس کے سپلے سے بندھی نامرد نکلا وہ بوا
ہو گیا دنیا میں ظاہر میں چھپاؤں کیا غرض

پا کنچا کیھاری کیا مہندی ہاتھ باندھے یہ مرا
وہ مرے گھر کیوں لگے آنے میں جاؤں کیا غرض

ہے اگر بے قدر مہندی ہاتھ باندھے یہ مرا
رنگ اپنا پاؤں پڑ پڑ کر جماؤں کیا غرض

دانا بی بی کا نہ کھاتا ہے نہ پیتے سر سے ہول
جانتا صاحب او ہی مشکل کو نہاؤں کیا غرض

خواہش پلاؤ کی ہے نہ کچھ لام سے غرض	تن پیٹ بھرو ہے اچی آرام سے غرض
دن بھر تو اختیار ہے چاہو جہاں رہو	باہر نہ گھر سے پاؤں رکھو شام سے غرض

تقصیر حیت لگن کی نہ شمع بہار کی | بگڑا ہے کام سارا دلارام سے غرض
کوئی بھلا برا اسکے کیا مجھ کو کام ہے | بندی کو ہے حضور کے احکام سے غرض

گلشن کے غم میں ہو گئی کانٹا میں سوکھ کر
کھاتی ہوں خار کیا مجھے آرام سے غرض

غزل ردیف (ط)

میں نے تو تجھ کو بھیجے الف خاں ہزار خط | تو نے نہ لکھا مجھکو کبھی ایک بار خط
کیا باجی بھیجتا وہ نکھٹو بھلا مجھے | جس نے نہ پوچھی بات کبھی در کنار خط
میں لکھتے لکھتے تھک گئی آیا نہ اک جواب | کس واسطے میں بھیج کے ہوں شرمسار خط
رونے کا اپنے حال میں لکھتی ہوں اس لیے | اس بے خبر کے دل کا یہ دھوئے غبار خط
یاقوت نے سمجھ کے مجھے کیا لکھا ہے خط | میں اپنی ایڑی چوٹی پہ ڈالوں یہ وار خط
آڑے کا پاجامہ جو پہنے ہے گلبدن | دیتا ہے ترچھی بیل پہ یہ کیا بہار خط
سنبل نسا کی چوٹی کو زلفن جو گوندھتی | لکھتی ہوں میں غلامی کا لے لو پیار خط
ملتا نہیں کسی کے مٹائے سے جان بی | پیشانی پر جو لکھ چکا پروردگار خط

ہر گز اُس کی باتوں سے ہوتا ہے دم غلط | ہر دم وہ میرے سر کی ہے کھاتا قسم غلط
ککڑی کے چور کا نہیں کرتا ہے کوئی خون | مہندی کے چور پہ کیا تم نے ستم غلط
کہہ کر چلو چلو اری تو جان کھا گئی | باندی نے کر دیا ہے مرا او ہی دم غلط
گالی جو منہ سے نکلی ہو کاٹو مری زبان | تہمت لگا رہی ہے تمھاری حرم غلط
قرآن میں اٹھاتی ہوں سچی ہے سب خطا | ہرزہ بیان کرتی ہے دولت قدم غلط
لے کا خیال سر کا نہ ہے تان کا اسے | میں سچا گا رہی ہوں یہ دیتا ہے سم غلط

کرتے بہت ہیں مقرر کے کہنے پہ اعتراض

اپنا کلام سوجھتا ہی جانؔ کم غلط

غزل ردیف (ظ)

ہے دلہن جان تجھے دولھا سے بیکار لحاظ
رات کو بنو نہیں رہنے کا زنہار لحاظ

بدزبانی نہ کرو ان سے بڑے بوڑھے ہیں
ساس سسروں سے دلہن جان ہو درکار لحاظ

ہر گھڑی آکے جٹھانی مرے منہ چڑھتی ہیں
ایک دو بار کروں گی نہ کہ ہر بار لحاظ

باغباں چھوڑ دے گلشن نہ الجھ جانؔ بقول آتشؔ
بات بڑھ جاتے ہی کھو دیتی ہے تکرار لحاظ

غزل ردیف (ع)

لو عشق کی ہے سر میں نہ کیوں ہو نثار شمع
پروانے کی طرح ہے بوا سے قرار شمع

"چربی کی باتی بو لینگے باہر کے بیل سب
کیا کہنا جائیں او ہی نگوڑے گنوار شمع

در گور ایک جا ہوے جو جلکے دونوں ڈھیر
پروانہ اور سمجھی لگن کو مزار شمع

وہ چاند سا ہے میرا چراغن کا میری حسن
جس سے سدا رہے گی اجی سر مسار شمع

کافور چیت لگن ہوئی سب چیستریں اُڑ گئیں
رکھ کے چلم میں لائی جو تو نا بکار شمع

پروانے اُڑ کے آتے ہیں پھبتی کہوں ہوا
ہے کھیلتی بٹیر کا گویا شکار شمع

اندھیر کیا خدا کی ودا یہ بھی شان ہے
خانہ خراب ہاتھوں سے ہو اس کی چار شمع

اندی کا تیل جن کو بیسر نہ ہو کبھی
روشن کریں وہ قوم کے کوری چمار شمع

سچ کہتی چیت لگن ہے نہیں لیتی اس کا گل
روشن جو ہو مراد کی اسے لو بہار شمع

روشن کرو جو اُس کو تو وہ کھا نہ جائینگی
چربی سے شیر کی کوئی ڈھالے ہزار شمع

پروانوں کے یہ مرنے کی شادی ہے اس کے گھر
جھڑتے ہیں پھول چھوڑ رہی ہے انار شمع

گلگیر گلو ہا موا بیچا کی شکل ہے
بچوں کی طرح روتے نہ کیوں زار زار شمع

اے جان دل میں شک ہوا اللہ دے مراد
گل ہو گئی مراد کی دو تین بار شمع

غزل ردیف (غ)

دیکھو پروشتیا جل رہا ہو کس قدر اندھا چراغ
ہر دکھاتا شام ہی سے صبح کا نقشا چراغ

ایک بیٹی چاندنی خانم ہے بی مہتاب کی
ہو شل جیسے اندھیرے گھر کا اجیالا چراغ

رات دن لو رن دعا حق سے ہو بٹیا دے مجھے
ہو اندھیرا اس جگہ روشن نہ ہو جس جا چراغ

دم مرا گھٹتا ہے یہ ابھی نہیں ہیں گر میاں
رات کو دو دو دنے کر دیتے ہو تم ٹھنڈا چراغ

لے چنبیلی ٹھہر تا جس میں نہیں تیل ایک بوند
لا دیا اندھے رونے نے یہ ہی پھوٹا چراغ

لائی اجیالی بھی کل مخدوم کی درگاہ سے
ڈھونڈھ لا جلدی اری روشن کہاں کھویا چراغ

میر گل کی روز کرتا ہے جو نافرمانیاں
پوست کھینچا جائیگا لالہ تجھے کر یا چراغ

پھر میں خضر دسے ملوں ہو جان صاحب کی مراد
روز جاتا شام کو ہے چھوڑتے دریا چراغ

آنکھوں میں نو بہار کے شاید سمائے باغ
جنت کے بی مقابلے میں جو بنائے باغ

اجڑا ہوا خدا نہ کسی کو دکھائے باغ
باجی بلا مری پری خانم کی جائے باغ

آبادی وہ اجاڑ مرا کر کے آئے باغ
اک پھل نہ چھوڑا باغ میں سب توڑ لائے باغ

یہ بیل بھی منڈھے چڑھے پھولے پھلے ہو
دل باغ باغ ہو وہ خدا اب دکھائے باغ

یاد آتے عیش باغ کے ہیں عیش اس گھڑی
ہوتا ہے خار کہتی ہے گلشن جو ہائے باغ

چنپا نے جبکہ اوڑھا دوپٹا یہ چنبلی
پھر زعفران کیوں نہ بسنتی کو بھائے باغ

مہرن سی سرخ چاندنی خانم ہوئی سفید
کچھ سایہ ہو گیا اسے جوڑے میں جائے باغ

باعی ہوئی نسیم یہ مجھ سے ہیا کنور
مہندی اگر منگاؤں تو ہرگز نہ جائے باغ

نرگس سفید پوش کھی بیمار ہو گئی
اودا دوپٹا اوڑھ کے سوسن سجائے باغ

گلزار خاں کی جاہ میں نرگس یہ رنگ ہے
لگتا نہیں ہے دیدہ اب اس کا سوائے باغ

مالن نے کھٹا میٹھا ہے چھوڑا مراد سے
میٹھا جو پھل ملے تو ابھی وہ لٹائے باغ

آؤں سہال خاں سے نہ پیتے ہیں ایک بار
لے جان لا کر سبز وہ مجکو دکھائے باغ

غزل ردیف (ف)

آتی ہے اُڑ کے آنکھ پہ جو بار بار زلف
جنگلو ہرن کا کھیل رہی ہے شکار زلف

گویا گھٹا نے آدھے چمن کو چھپا لیا
مکھڑے پہ ان کے ہے یہ دکھاتی بہار زلف

سنبل لنسا یہ ختم ہے چوٹی کا گوندھنا
چوٹی کی مورتی ہے مری نو بہار زلف

اُٹھتے دھوئیں ہیں ویسے ہی کھاتی ہوں پیچ تاب
زلفین کی یاد آتی ہے بے اختیار زلف

خود دم اُلجھ رہا ہے جدائی سے یار کی
میرے گلے کی ہار نہ ہو زینہار زلف

لاکھوں ہی مردوں کے بچھے دیتے ہیں آپ دل
اللہ رے کیا بڑھا ہے ترا اعتبار زلف

مکھڑے پہ اُس کے ہلنے سے عقدہ یہ کھل گیا
دل لوں کسی کا اس لیے ہے بے قرار زلف

ہوتی ہے بے کلی مجھے گل خان کمال جب
دیتی اُلجھ اُلجھ کے ہے کنگھی کو خار زلف

کچھ بل کی بات ہے نہیں سیدھی تو بات ہے
کاکل سنی ہے دیکھی نہیں پیچدار زلف

سنبل النسا نہا کے نچوڑے جو تو نے بال
پانی کی بوندیں موتی ہیں اور ابر وار زلف

ہندہ کے بدلے باجی یہ عنبر سے کیوں لٹی
مشکی کی اس خطا پہ کرو دن تار تار زلف

گوئیاں کی موتیوں سے بھری مانگ اس قدر
دن رات کی دکھاتی ہے گویا بہار زلف

مشکل نہیں ہے شام برن یہ زمین کچھ
جوڑے کی طرح باندھوں جو کہہ لاکھ بار زلف

اے جان جانتی ہیں محل خانے والیاں
بیٹیاں سکھے گا جانے بھلا کیا گنوار زلف

غزل ردیف (ق)

یوسف کو چاہے جو ہو اسے پیرہن سے شوق
جامے ہی ہیں نہیں ہوں کسے گلبدن سے شوق

گوٹے کناری سے نہ بچے ہے کرن سے شوق
کپڑا اسفید بھاتا ہے اور سادہ پن سے شوق

دیوانی جب سے ہوں پری خانم کے عشق میں
بندی کے بند بند کو ہے اب رسن سے شوق

بے دیکھے نو بہار کے اُن کو نہیں ہے چین
بلبل کو بگما نہ ہو کیونکر چمن سے شوق

وحشت ہوئی ہے مرزا کو مشکی کی آنکھ سے
دن رات اتو رہتا ہے اُن کو ہرن سے شوق

اے بجی بڑھیا مرتی ہے اک نوجوان پر
ہر آن کس طرح نہ ہو اُس کو کپن سے شوق

جگنو نہ بازو بند علی بند سے ہے کام
زیور میں مجکو باجی ہے اک لونڈن سے شوق

کھاوگی منہ کی دیکھو نہ پنجوں کے بل چلو
اے جان اپنے دل کو نہیں بانکپن سے شوق

طور نے جھوٹوں کہا تجھ پہ ہوں میں کا عاشق
اتنی سی بات پہ میں ہو گئی خیلا عاشق

ایسے ہرجائی سے بی کون بنا ہے خانم
کبھی مجھ پر کبھی تجھ پر ہوئے مرزا عاشق

دے نہ ماں باپ کا اپنے ہو معانی سچ ہے
او ہی کیا ہو گا وہ جورو کا نگوڑا عاشق

لالچی بندہ ہے الفت کو بھلا کیا جانے
رکھ دیا ہاتھ پہ جس نے ہوا اسکا عاشق

جان الماس نے وہی موتی پہ ہیرا کھا کر
جھوٹ اسمیں نہیں جیتے تھا وہ سچا عاشق

بات پوچھی نہ کبھی اور رہی اُس سے بگڑی
اب جو نوکر ہوئی انا ہو گیا دادا عاشق

جان فرہاد نے دی مر گئے بھائی مجنوں
جا لو صاحب ہوا کیا مجھ پہ الو کھا عاشق

بد پلا ہے یہ بدلا ہے عشق
پری خانم بہت برا ہے عشق

حسن دریا ہے اسے بو اخضرو　　دل کی کشتی کا نا خدا ہے عشق
سلے عزیزن پڑھا زلیخانے　　دل ہے یوسف تو بھیڑیا ہی عشق
بنو لذت اٹھاؤگی آکے　　ابتو نام خدا ہوا ہے عشق
پھر وہ اترانہ اے پری خانم　　جس کے سر پراری چڑھا ہی عشق
لاکھ بھوتوں کا ایک بھوت ہے یہ　　کیجے جن سے بھی بس سوا ہی عشق
اِس کو پروا نہیں کوئی مرجائے　　ایک نے درد یہ موا ہے عشق
چشم بد دور دیدے چار ہوئے　　انکھ مندی کو جواب ہوا ہی عشق
جب سے عاشق ہوں مجھ نگوڑی کو　　کیا بڑے مولوں بیچتا ہے عشق

جان صاحب ہے جان کا دشمن
دل کا پوچھو تو آشنا ہی عشق

غزل ردیف (ک)

لیں گے نہ میر مو سے میرا اسلام کبتلک　　مجھ سے نہ وہ کرینگے دیکھوں کلام کبتلک
ڈولی منگا کے انکے گھر آپ ہو کیں جاتی　　غیروں کے ہاتھ باجی بھیجوں پیام کبتلک
یہ حسن ہیں گاہک مردوں کو خوب دیکھا　　یوسف بنا رہیگا بی بی غلام کب تک
یٰسین خاں سے باجی دم ناک میں ہی میرا　　ہر روز میں اٹھاؤں تیسوں کلام کبتلک
بت بن گئی ہے آتو پتھر پڑیں نہ بولی　　پوچھا جو پڑھ چکوں گی ہیں مادھو رام کبتلک

اے جان کرے جورو ہندنی یہ کیا ہی مرتا
بیٹھا جیا کرے گا تو اس کا نام کب تک

ماروں گی لات ہاتھ لگانے نہ دوں گی میں　　جاؤ اگر زمین سے تم آسمان تک
ہے ناک چوٹی ہاتھ ترے پاؤں پڑتی ہوں　　پہونچے خبر کسی کے نہ یہ کانوں کان تک
ہرگز بچے نہ جان قیامت کی رات ہو　　جس دن یہ بات پہونچے لوا انکے کان تک

گھر میں پڑی گنوار کے باندی میں بن گئی
گودوں چھڑی ہر کوٹے لوایں نئے دھان تک

مندل نگوڑے تجکو بھی یہ دن لگو چہ خوش
گھستے تمھارے پانوں ہیں چلتے مکان تک

سمدھن نہ کھاتے جوڑے کا مجھ سے گلا کرو
تم نے نہیں چڑھایا دولھن کو نشان تک

نعمت نے توڑے بندی کی بندی خداداد سے
کنبے میں میرے پہنچا نہیں ایک خوان تک

ڈولی کے پاس آکے لگا کہنے اک موا
احسان ہو چلو جو ہمارے مکان تک

برسات کا ٹی رورو کے اس گھر میں آموا
پانی تھا گھٹنے گھٹنے کہیں ران ران تک

اے جان تم ہو جانتے انجان ہو نہیں
یوسف سے کی عزیز نہیں اپنی جان تک

غزل ردیف (گ)

ہو برسات میں سنگار کا رنگ
سرخ اور سبز ہے بہار کا رنگ

سن کے گھر بیٹھے مجھ سے بلغ کا حال
ہوگیا سبز نو بہار کا رنگ

نادہندی سے اشرفی خانم
اڑ گیا تیرے اعتبار کا رنگ

شہر والوں کے آگے خاک بجے
باجی اماں کسی گنوار کا رنگ

جان صاحب وہ چڑھ چکی ٹکسال
دیکھا کندن نے سو ہزار کا رنگ

اک ایک نگ میں اجی دو دو ہزار رنگ
دکھلاتے ہیں بہار میں ربنی بہار رنگ

موتی کی طرح رکھے خدا سب کی آبرو
بے رنگ ہے محل کا جو اہر نگار رنگ

جنگلا ہو پیلی بھیت کا پیلو بجائے
ویرانی جائے دل کی اجی وہ ستار رنگ

پھولوں نہیں سماتی ہو پھولام پہن کے
نیفے کا تو دکھاتی ہے جو بار بار رنگ

کیا جانتی ہے اشرفی خانم مجھے نہیں
کندن سنہرا بھاتا ہے بے اختیار رنگ

چنیا چرا کے لے گئی چنیا کلی مری
چھپتا نہیں ہے چور کا بی زینہار رنگ

گرگٹ کے خون میں اچی بیشک ہے بجھا
چنبر ہوا بدلتا ہے جو بار بار رنگ

کالا ہو یا کہ گورا پسند آئے دل کو جو
اس پر نثار کیجئے ستر ہزار رنگ

منہ زرد آنکھیں لال پھٹے کپڑے جی اداس
عاشق کے بوجھنے کے ہوا ہیں یہ چار رنگ

چوٹے پہ ہے پتنگ اری صبح سے چڑھا
مہرن یہ جل نہ جائے تو جلدی اُتار رنگ

رنگریز آج وے تو ہے کل عید اور ڈھنی
اے جان دوپٹہ چھوڑ ری گیا ور کنار رنگ

غزل ردیف (ل)

اے جان کام آئے اگر یہ تمھارے دل
حاضر ہے کیا عزیز ہے کچھ تم سے پیارے دل

بڑھیا کے پیچھے بیچ جوانی خراب کی
کس سے لگایا تو نے ہے آفت کے مارے دل

چلتا نہیں ہے زور محبت میں اس سے کچھ
عزت یہ جس کی جا ہے نگوڑا اُتارے دل

لاڈو ڈر یہ جی میں آتا ہے دیدے نکال لوں
کیا خوش ہوا ہے دیکھ کے تیرے اشارے دل

دریا پری کا سایہ ہے کہ چاندنی کی سیر
دیوانے تیرا بہلے گا دریا کنارے دل

خفر وسے جا کے ایک مہاجن اٹک گیا
جمنا کا خوب لگ گیا گنگا کنارے دل

اے جان جان سینہ پہ تو رکھ کے ہاتھ دیکھ
اب تک دھڑک رہا ہے یہ دہشت کے مارے دل

بھائی یوسف گئی سودے کو جو بازار اصیل
پیدا کر لائی نیا اپنا خریدار اصیل

کر لیا اپنا اُنھیں رہ آئی وہ نکار اصیل
بی بی ہیں باندی بنی گھر کی ہے مختار اصیل

بنو اشراف کے جو ہیں مٹیں تکلیف سے کب
زنگ میں لاکھ ہو چھپتی نہیں تلوار اصیل

جان سولی پہ رہے گی مری بھیا منصور
بد نظر وہ ہیں نہ رکھو نگی طرح دار اصیل

سوت کے غم سے بڑا ہو گیا آزار اُسے
چھوٹی نرگس کی روش رہتی ہے بیمار اصیل

اب ہوا اُس کو بتاؤں گی بڑی ہے منہ زور
باد کے گھوڑے پہ رہتی ہے یہ اسوار اصیل

خوب ہی اشرفی خانم نے کیا کٹنا پا
گنگلی آئی تھی اجی بن گئی زردار اصیل

ٹھنڈی سانسیں نہ بھرو کھوئی گئی گر بندوق
عملی تھی تمھیں بے دوں کی ہوادار اصیل

پاؤں کی جوتی بھی کیا خوب لگی سر چڑھنے
مجھ سے ہر بات میں کرتی ہے تکرار اصیل

اور آ جائیگی بازار سے کر ڈالو حلال
ٹینی مرغی ہے یہ کیسی ہوئی مردار اصیل

گھر کروں اپنا میں برباد جو رکھوں پٹھیا
جان صاحب مجھے ایسی نہیں درکار اصیل

کسی کے ہیں نہ کوئی میرے پیار کے قابل
بچے ہو مردوے اب میں ہوں یار کے قابل

تم اس چمن میں مجھے پھول جانو ابرک کا
ابھی خزاں کے نہ میں ہوں بہار کے قابل

ہزار بڑھیو نکی بڑھیا مری جوانی ہے
بہار میں بھی نہیں ہے بہار کے قابل

خدا کے سامنے محشر میں بھی نہ جاؤنگی
یہ منہ نہیں مرا پروردگار کے قابل

اٹھائے سر پہ ہے اک ایک روز نگٹا گٹھڑی
مرے گناہ نہیں ہیں شمار کے قابل

ملال آتا ہے افسوس او ہی نرگس پر
یہ ہڈیاں تھیں نگوڑی بخار کے قابل

جوانی بیٹھے ہوئے عارضی ہیں لب دونو
یہ حسن و عشق نہیں اعتبار کے قابل

بجا ہے اس پہ ہوں بندی کی آنکھ کے پردے
نظر کے تار اگر ہیں ستار کے قابل

بڑھاپا خوب ہے آ تو جی مجھ سی خیلا کو
گدھی کو تم نے کیا مار مار کے قابل

غضب کی آنکھ جوانی میں ہو گئی نرگس کی
ابھی تو یہ نہیں شکرے شکار کے قابل

سند ہے جان بھلا کب گواہی رنڈی کی
تمھاری بات ہے اعتبار کے قابل

کھلائے ہیں ان کے بھانجی نے باٹین میں گل
پھولے نہ کیوں بہار کا بھائی صحن میں گل

میں اس چمن سے لیکے چلی لوگو چار داغ
مرہ کے بدلے لاکے رکھنا کفن میں گل

اے جان رخ کو چاند بھی کہتے ہو اور چمن
پٹیوں میں اُن کے کانوں کو سمجھو گہن میں گل

مردوں کا میرا چھلی ہی دامن کا ساتھ ہو
میں ہوں اگر بہار تو ہیرا اپنے فن میں گل

سر کھہ نہ گرم کرنی تھی حاکم سے گفتگو
کھا آئی منہ پہ آگ لگے بانکپن میں گل

باندی کے سر پہ توڑوں کی چھڑیاں گلاب کی — پھینک آئی زیربائی کا گلشن چمن میں گل
پھولام دھوپ چھاؤں مشجر میں دیکھئے — یہ نام بھی غلط ہے کہاں گلبدن میں گل
میں بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گئی
اے جان کہہ تو لائی نگوڑی رسن میں گل

ہم بالوں میں بیلے کے پہنتے ہیں بن پھول — پہنا دادمیل ہاتھوں کا ہے یہ کرن پھول
کیا اوہی کہوں رات سے اک بائی ہے بلبل — پھولا یہ لگا اس کو گیا سارا بدن پھول
پھولے نہ پھلے باغ سے دنیا کے سدھارے — جیتی رہی اے بھائی اٹھانے کو بن پھول
کیوں خار نہ ہو فرش کی محتاج وہ اب ہے — جس سیج پہ بچھتے تھے سدا سیکڑوں من پھول
پھولوں نہ سمائے گی وہ۔ مہتاب کو دنیا — اے صبح کنور لائے اگر شام بدن پھول
کر چاندنی کی سیر بی۔ مہتاب تو اس دم — جب کھیت کرے چاندنی جب جا چمن پھول
کیا خوب کہی بات ہے گلشن سنے زناخی — بلبل کا وطن باغ ہے خوشبو کا وطن پھول

غزل ردیف (م)

ان مردوؤں سے جیتے جی دینے کے ہم نہیں — باجی فرشتے خاں سے کریں یہ کلام ہم
دو سو روپے جو اشرفی خانم کہیں تو آئیں — اب ایسے نا دہند ہوئے گنگار ام ہم
جب ہم سی ڈھونڈھ لاؤ گے تم نیک پارسا — اس دن کریں گے آپ کو جھک کے سلام ہم
میں بھی تمھاری لونڈی ہوں سو جان سے اجی — کہتے ہیں آپ دل سے ہیں تیرے غلام ہم
بہکایا سوت نے تمھیں نادان ہوا جی — بی بی کا دانا کھا کے کرینگے حرام ہم
جنگل میں کھویا یاد یہ لائے نہ آج تک — کہتے تھے چلکے شہر میں دیں گے جام ہم
بی جلسے والیوں میں اگر نوکری بھی کی — بچتے رہے شراب سے تو بھی مدام ہم
مرزا کا کہنا صبح کنور تجھ کو ہے یقین — لکڑی کی آنکلی او ہی چلا لینگے شام ہم
اے جان مردوئے سے پڑھایا نکاح ہے

کیوں صدر سے ڈریں نہیں کرتے حرام ہم

اشرفی خانم بہو کا کیا مری آیا قدم
ہو گیا آباد گھر برباد ہے کھوٹا قدم

سنتے تھے چاندی کا پیرا مجکو اس سر کی قسم
میرے گھر لائی نگوڑی نحس سونے کا قدم

ایک شب بھی مردوا مجکو لگاتا ہاتھ گر
روز بیٹا پاؤں دھو دھو کر سدا پیتا قدم

پاؤں سب کی پھیرنے میکے کو جاتی ہے بہو
نکلا اس پر بھی نہ اب سسرال سے میرا قدم

منہ دکھاؤنگی نہ تم کو مانگ کھاؤنگی میں بھیک
گھر سے جس دن آپ کے صاحب مرا نکلا قدم

ہاتھ کٹواؤں گی اس لنگڑے موئے شمشاد کے
گر صنوبر باغ کا اس نے مرے کاٹا قدم

پیٹ گئے اس طرح بالی کان کاٹے چور کے
پاؤں چوموں کولہا ہو آپکا دھنا قدم

پاؤں بھاری کیا ہوا اعدی سے بدتر بن گئی
دو قدم منزل ہے مجکو اٹھ نہیں سکتا قدم

سچ تو ہے اے جان صاحب دھن ہیں رنڈیاں
عشق کی گلیوں میں ہے ثابت رہا جن کا قدم

غزل ردیف (ن)

گیلی سوکھی جو ہو تو جلتی ہیں بوا سرکار میں
بی بی اچھیا کی رہا نہ پھیر پھر دربار میں

کچھ نہیں نرگس کو مرزا تن بدن کا اپنے ہوش
کام پر دیدہ سے کیا دل لگا ہے یار میں

لال خان سے جا کہو سے آئیے مونگا جان کو
گھر ہے ذرا سے کا بنا جو بھری بازار میں

سوت میری پاپ کی لاڈی میں اس پھنستی ہوا
دہ ٹوبے دس بیس میں ہیں ایک دو چار میں

ہیں مکر کے جو کرتے جتیاں وہی مضبوط ہیں
ہم نہیں دیکھا کبھی نامرد کی تلوار میں

دیکھ کر سیاں نشانی اُس کی ہیں ادھر نہیں
سوتی موتی ہوں پروتی یاد لے کے تار میں

سوت کے غم سے مری چھاتی تو چھلنی ہو گئی
لوگ کہتے ہیں کہ لڑکیاں دیوار میں

جھاڑ بی بی کی پھر گئے جائے گھر میری کا صفا
کوڑی کوڑی بھیک مانگے وہ موا بازار میں

جان صاحب جس کو سمجھو ہیں بڑے یار غار

آشنا کیسے گرا دیتے ہیں وہ خود غار ہیں

بیوی بچی کو نہیں پیار کبھو کرتے ہیں | پیار بھی کرتے ہیں تو کان میں ٹو کرتے ہیں
اوجھلی بگڑی ہی عبث اس کی توہین آئی ادہر | پیار بھی کرتے ہیں تو کان میں گو کرتے ہیں
ساس ہوں پر میں خدا لگتی کہوں گی بیٹی | پاس مرزا تیرا ادہر ادہو کرتے ہیں
سید ہی قسمت ہے تو اک بال نہ ٹیڑھا ہوگا | جادو پڑھ پڑھ کے کریں مجھ پہ جو جھو کرتے ہیں
لال پیلے مجھے غصے کے دکھا کر دیدے | کھانا پینا مرا کیوں آپ لہو کرتے ہیں

اے بہو جان تو کیا بیٹی ہے گرچہ فاں کی
جان صاحب تجھے ہر وقت جو تو کرتے ہیں

تماشا کرتے یہ بچے تمھارے پھرتے ہیں | میں صدقے دیکھو اجی پیارے پیارے پھرتے ہیں
ملا تھا ایک ہی لیلی کو اے دوا مجنوں | ہزاروں اس کے تو وحشی ہمارے پھرتے ہیں
یہ گھر کے عوض میں کھوئیں گے آبرو میری | بلاؤ بچوں کو باجی کنارے پھرتے ہیں
کسی نے کر دیا کچھ ان کو کیا پری خانم | محل میں کل سے جو خشکا آتارے پھرتے ہیں
بنت بنانے کی مہرن کبھی نہ او مہتاب | پسند آیا جو سلما ستارے پھرتے ہیں

وہ دوست جان کے گاہک ہیں جان صاحب کی
نگوڑے بیری جو اس کو ابھارے پھرتے ہیں

خالی حویلی ایک نہیں ہے جہاں ہیں | کیا آگ نے محل لگی گھر کے مکان ہیں
عنقا کی شکل نام کو کا سنا میاں | پایا زمین میں نہ اسے آسمان میں
باجی ستارہ جان جو دیکھو تو لطف ہے | مہتاب سے سوا مری زہرا کی تان میں
مرتی تو ہو دکھا دو نگوڑے کی اس کو شکل | اٹکا ہے نو بہار کا دم باغبان میں
ٹکسال والی اشرفی خانم کے سو روپے | گن کے لگے ہیں تانبے کے بی پاندان میں
گوہر کے دانت دیکھ کے الماس مر گیا | یاقوت کا ٹکڑا سے ہیرے کی کان میں
پروا مجھے نہیں ہے کھلا اے دانیال | قسمت لیا نہ کھچڑی کسوا کے خوان میں
صندل اگر نہ آتا نہ تھیں لڑائیاں | عنبر میں باجی مشکی میں اور زعفران میں

گرگٹ کا کیا لیا مری خورشید نے جنم | سو سو بدلتی رنگ ہے اک ایک آن میں
پھبتی کہی یہ میں نے ثریا پہ رات کو | باندھا ہے یہ فرشتوں نے چھینکا مکان میں

اے جان آئیں ہوش میں بن جائیں آدمی
وحشی اگر ہوں جمع مری داستان میں

جب شاد و شاد آئے مرے تم مکان میں | لے جان جان آگئی بندی کی جان میں
تاثیر اتنی ہے مرے غم کے بیان میں | رنڈی رو لادے مردوں کو اک آن میں
مہتاب اور زہرہ ہیں وہ دو لوٹنیاں | تھگلی لگائیں چھید کریں آسمان میں
آہوں سے میری گرنے نہ پائیگا آسمان | سو سو لگائیں ٹھیکیاں اس اک مچان میں
بھرتی نہیں ہوں آہیں میں ان بھگوں کی یاد میں | چلّوں پہ چلّے باندھ رہی ہوں کمان میں
چوٹی کا بوجھ اوہی اٹھائے جو یہ کمر | پوتا نہیں ہے اتنا بھی مجھ دھان پان میں
اس طرح گلبدن سے ہنسا آپ کیجئے | ماروں کٹاری چٹکی جو لو میری ران میں
دی تم نے بیٹی اشرفی خانم۔ فقیر کو | جوڑا ہے تم نے ٹاٹ سنجھر کے تھان میں
مرزائی جان بات کرو ادہی جامہ زیب | ہنستی ہو سب سے جفتی نہ پڑ جائے شان میں
بھاری کیا ہے پائنچہ اس سے نہ آئیں وہ | سیڑھی لگا کے کود دوں گی ان کے مکان میں
یکتا رہا وہ شام سے مہتاب صبح تک | آتی نہیں ہے نیند تمھارے مکان میں

جیسا تمھارا نام ہوا ہے نہ ہوئے گا
اے جان کوئی لاکھ کہے اس زبان سے

اکیلی جاؤ جو مسجد میں طاق بھرنے کو | دوگانا جان تمھیں جھک کے ہم سلام کریں
ستم ہے بے پڑھے دو بول گر کھلا نا ٹرا | ذلیل ہوں گی زناخی نہ ایسا کام کریں
رہا نہ جائیگا اس سے ہوئی جوان جہاں | کسی سے بیٹی کی نسبت کا اب پیام کریں
بنی ہیں تھالی کا بینگن وہ ڈھلتی پھرتی ہیں | کسی کے گھر میں تو بی بیگما مقام کریں

بلا کے صبح کو جلدی سے جان صاحب کو
وہ آج بھی نہ کہیں کل کیطرح شام کریں

وہ جس کو ڈولہ۔ اب آئے تو بہار لیتے ہیں
اُسی نگوڑی کی خاطر یہ ہار لیتے ہیں

خدا نے ہاتھ دیئے ہیں بدن کھجانے کو
خرابی پیسے کی ہے نشست خار لیتے ہیں

وہ موہی رسی ڈسے اُن کے دولوں ہاتھونکو
نمو ہی جان سے وہ مجکو مار لیتے ہیں

ذرا محل میں وہ آویں بناؤں گی جینگا
یوہیں غریب کی عزت اُتار لیتے ہیں

ببول بو کے مجھے سولی پر چڑھائیں گے
درخت گھر کے لیے میوہ دار لیتے ہیں

یہاں سے جائیں اجی اُن کی ہیں دبیل نہیں
جوئے کے واسطے کیوں میرا یار لیتے ہیں

کرم ہے کل سے بڑا آج میرے چونڈے پہ
بلائیں وہ جو مری بار بار لیتے ہیں

عجب طرح کے ہنسی دیکھے اس زمانے کے
نگوڑے سوم کی پگڑی اُتار لیتے ہیں

نہ جائے کوئی بلانے کو جان صاحب کے
ہم آپ کوٹھے پہ چڑھ کر پکار لیتے ہیں

مل گئی جب کوئی بنگالے کی اوباش تمھیں
بھیڑ بن جاؤ گے مارے گی جو دو لاتیں تمھیں

میری گاڑی سے اگاڑی جو بڑھے جاتے ہو
کتوں کووں کو کھلائی ہو مری لاش تمھیں

چھوڑ دو ہرجائی پن اور ایک پہ تم بیٹھ رہو
ایسی ہمت دے کبھی جان خدا کاش تمھیں

پارسائی کی بھلا قدر مری کیا جانو
جب خوشی ہوتے جو ملتی کوئی اوباش تمھیں

آج کیوں آیا اجی باسی کڑھی میں یہ اُبال
بھیجنے کیا تھے بھلا کل کے مجھے آش تمھیں

اے بی مہتاب اگر چاندنی لیجاؤ گی تم
فرش کر دیں گے ابھی مار کے فراش تمھیں

اُس کو قربان کروں اپنے گزی گاڑھے پہ
میری جوتی سے میسر ہے اگر تاش تمھیں

اپنی بچی کو بٹھا رکھتی نہ تم کو دیتی
جان صاحب ہیں اگر جانتی عیاش تمھیں

دال آٹے کا سنو بھاؤ ہی اُس دم کھلتا
جا بننے والے جی جبکہ بچھڑ جاتے ہیں

سوم کے پیسے ہیں لگ جائے نہ کیونکر کائی
پال کے آم ہیں پکتے نہیں سڑ جاتے ہیں

لاکھ تدبیر کروں ایک نہیں بنتی ہے
دن مقدر کے جب آ جان بگڑ جاتے ہیں

جو جو نہیں اٹھانی تھیں میں نے اٹھالیاں — بس بس زبان روکو نہ دو مجھ کو گالیاں
مرزا بڑی چڑیلیں تھیں یہ جلنے والیاں — اچھا ہوا محل سے گئیں یہ نکالیاں
بان جاتی ہوں میں ڈالو نگی آنچل ہی میرا کام — جو تا چھپا کے نیک لیں دولہ کی سالیاں
وہ ترش رو ہوئی مرا دل کھٹا ہو گیا — نارنگیوں کی پھینک دیں گلشن پہ ڈالیاں
بجلی گرے الٰہی مہاجن کی جان پر — کیا پڑ گئیں گھٹائی میں کانوں کی بالیاں
کیسا ڈری ہوں رات کو آئیں جو خواب میں — کچھ گوری گوری عورتیں کچھ کالی کالیاں
سنتی ہوں ایک روز بلاتی ہیں مردوا — کیا نیک بخت ہیں مری ہمسائے والیاں

جی سے بھاتے ہیں مجھے باجی تمھاری ہاتھ پاؤں — گورے گورے ننھے ننھے پیارے پیارے ہاتھ پاؤں
کر کے ننگا اس نے سر ڈھانکا زبردستی مرا — کشتیاں لڑ لڑ کے میں نے لاکھ مارے ہاتھ پاؤں
اے دوگانا جان جو دیکھیں کس کی مہندی خوب ہے — سرخ ہوتے ہیں ہمارے یا تمھارے ہاتھ پاؤں
کس گھڑی سے اوہی گینڈی کھیلتی پھرتی ہو تم — شل نہ ہو جائیں کہیں باجی تمھاری ہاتھ پاؤں
چار گھر جا کے اجی کھاؤں گی چکی پیس کر — دل نہ کچھ سے ہیچ کھایا میں نہ ہاری ہاتھ پاؤں

جان صاحب مجکو تم دبکا لو بالا پوش میں
مارے جاڑے کے ہیں ٹھنڈے میرے سارے ہاتھ پاؤں

بیاہ خانم کا کروں گی نہ میں زنہار کہیں — آپ ہی اپنا لبالیں گی وہ گھر بار کہیں
رنڈی چل دور ہٹے مجھ پہ یہ بہتان نہ کر — میرے بیری مرے دشمن ہوں گرفتار کہیں
ان کے بن پوچھے نہیں نوچندی میں کیونکر جاؤں — ہے یہ دھڑ کا کہ نہ ہو جائیں وہ بیدار کہیں
مردوے کی کھاتی ہوں میں تیسوں کلاموں کی قسم — تیرے بن پوچھے گئی ہوں جو میں اکبار کہیں
جا کے سسرال میں دولہ سے دولھن خانم تو — پہلے ہی روز نہ کر بیٹھیو اقرار کہیں
آؤں کس طرح ترے پاس دوگانا جنیاں — باجی ہونے ہی نہیں دیتی ہیں اسوار کہیں
میری ماما نے نکالی ہے نئی مجھ سے چھیڑ — بھیجتی ہوں کہیں جاتی ہے یہ مردار کہیں
ایک پر بیٹھ رہوں اور کسی سے نہ ملوں — ایسے بندی نے کیے ہیں نہیں اقرار کہیں

میں تو ہاں ایسی ہوں پھر کس لیے تو آتا ہے
ماما کٹنا پے کا بے ڈول بڑا ہے لپکا
ڈھونڈ ھ لے اور کوئی جا کے طرح دار کہیں
ایسی باتوں سے اری کھائے گی تو مار کہیں

جاؔن صاحب مری خاطر سے نہ کہنا تم نے
رنڈی دیکھی ہے دوگانا سی طرح دار کہیں

بیاہ خانم کا تو کر دینے کو تیار ہوں میں
اُس کی قصور سے دوا ایسی ہی بیزار ہوں میں
جانے بندی کی بلا تجھ پہ گذرتی کیا ہے
تم پہ میں مرتی ہوں جو چاہو ستم جو تو تم
دیکھا آنکھوں نے جو کانوں سے میں سنتی تھی بوا
اپنے گھر والے کی وہ جا کے خبر تو لیو میں
اپنے پلے سے نہ باندھو مجھے اب چھوڑ دو تم
باجی کوڑی کا سہارا نہیں لاچار ہوں میں
نام پر بھی نہیں اب مارتی بیزار ہوں میں
ناک چوٹی میں بوا اپنی گرفتار ہوں میں
سچ تو ہے ہاں اجی ایسی ہی گنہگار ہوں میں
اب تو چاہت میں زلیخا کی طرح خوار ہوں میں
اُن کی بھینا سے زیادہ نہیں مکار ہوں میں
لاکھ مکاروں کی مکار ہوں با کار ہوں میں

جاؔن صاحب میں یہ رمز آپ کے پہچان گئی
تم بھی کہتے ہو کہ مردوں میں طرح دار ہوں میں

یوہیں الجھی رہے گی اک نظر جب تاک دیکھے گی
دوا کیا جان نکلے گی دم اٹکا ہے حیا تن میں
جدائی سے ہوا اُن کی بڑا آزار اے نرگس
ہوئی ہوں سوکھ کر کانٹا نہیں باقی لہو تن میں
ارے مرزا کو اے سبزہ بنایا تو نے پردیسی
اڑائی خاک گھر میں ہولیاں گاگا کے ساون میں
بڑی خانم سی دیوانی کو شیشہ میں اتارا ہے
پڑے عاقل ہو تم اے جاؔن صاحب عشق کے فن میں

چاہت تمھاری دل میں ہمارے اگر نہیں
پروا آپ کی بھی مجھے اس قدر نہیں
دھگڑوں کے پیچھے او ہی ز ناخی تو گر نہیں
جنیاں جوانی مفت یہ برباد کر نہیں

دولت لٹا ہیں اشرفی خانم سے بدچلن
کھوٹی ہی راہ چلتی ہیں حاکم کا ڈر نہیں

آنکھوں کی اندھی ہے وہ مثل نام نین سکھ
نرگس کو دن کو اونٹ بھی آتا نظر نہیں

بھٹیاریوں کی طرح خواصین لڑیں ہیں آج
مرزا یہ سیر دیکھی کبھی عمر بھر نہیں

دار الشفا میں مرتے ہیں بیمار اے حضور
کوڑا دوائیں ملتی ہیں جن میں اثر نہیں

بیٹی تلنگے اب وہ محل پھاندنے لگے
جس جا فرشتے خان کا بھی دیکھا گزر نہیں

اے جان لکھنؤ سے نکل جاؤں گی میں اب
اوقات مجھ نبختی کی ہوتی بسر نہیں

سوت جل ککڑی آ گئی بل میں
بھلسی جاتی ہے اپنی ہی جھل میں

یہ بڑھا درد آج ہیں کل میں
کل تھا بیڑہ میں آج کل کل میں

آنکھ لڑتے ہی ہو گئی عاشق
موہنی موئے کے کاجل میں

آنکھ نرگس کسی سے لگنے دے
چھوڑ دوں گی موئے کو اک پل میں

گیہوں ہل ہل کے میں اٹھا نہ سکی
بچے ہونے کی ادہی ہل ہل میں

تل نہیں مانگ میں زناخی کے
یہ کنہیا کھڑا ہے گوکل میں ؛

تیرے ہی سر کی ہے قسم عنبر
بو محبت کی پائی صندل میں

چھوڑا لیلی کو تھا سڑی مجنوں
کون یہ دیکھتا تھا جنگل میں

نیں سکھ کو سمجھ نہ گاڑھا یار
آنہ محمودی اس کے جھل بل میں

سر کی چادر تلک نہ چھوڑے گا
باندھ رکھ میری بات آنچل میں

میں پڑی کیا اہیر کے گھر میں
پھنس گئی بوڑھی بھینس دلدل میں

میم صاحب گلے پڑی اے جان
سر ڈھنکا کیوں نہ ٹھہرے کونسل میں

رکھیں ہمسائی مرا مال چرا کے گھر میں
اینٹ اکھڑوں گی دوگانا میں خدا کے گھر میں

میں جلی تو بھی تو لوٹے ذرا انگاروں پہ
اب نکل جاؤں گی میں آگ لگا کے گھر میں

ڈھولی لا دو دکھڑے پائی نہ بیوں گی صاحب
خوب رسوا کیا سمدھن نے بلا کے گھر میں

بیٹھتی ہوں جو مجھے رنج ہوا دیتا ہے | نام کی اس کے بوا قبر بنا کے گھر میں

جان صاحب کی نہ کیوں بات بنے بگڑوں لوگو
روز وہ آتے تھے اک فقرا بنا کے گھر میں

سید کل کھرے ہیں بوا کائنات میں | لیکن سمائی سب کی ہے شیخو نکی ذات میں
مردوں کو گھورو چھید کرو تم قنات میں | رخنے نکالو مجھ سے نہ تم بات بات میں
بیشک اچی ہے شک مجھے دولہ کی ذات میں | کیسے ہوئے ہیں جمع براتی برات میں
ہوں ہیں چال ڈھال میں ہر ایک بات میں | نبو سے چہرے کھر میں چھپ تختی گات میں
میرا سارنگ روپ تو چمپا کو ہو نصیب | میں ایک ہوں ہزار میں وہ پانچ سات میں
اس سے نہ بات وہ کرے اس سے نہ بات یہ | شیریں نہ بولے آج سے مصری کی بات میں
چلتی وہ چال ہوں کہ نہیں چڑھتی پیچ پر | پھرتے ہیں پہلوان کئی داؤں گھات میں
خیمے میں کیوں اترتی اگر ایسا جانتی | کیسا یہ پردہ چھید ہیں لاکھوں قنات میں
نادار کے چلن یہ روپے والی جب چلے | بٹا لگے نہ اشرفی خانم کی ذات میں
اپنے تو چھوڑ دیتے ہیں غیر دنکا کیا گلا | اللہ کام آتا ہے بی مشکلات میں

کیونکہ میں تیری جان کو دوں ایسا ہی حرام
سید کا حق نہیں ہے دو گا نا ذکات میں

خورشید کے ہیں ٹوٹتے مہتاب ہاتھ پاؤں | تیرا خصم ہے جا کے ذرا داب ہاتھ پاؤں
بھاری وہ جوڑا پہنے گی ہو گا خصم کو داغ | توڑ وائے گی زنا خی کے کمخواب ہاتھ پاؤں

اے جان میں تو کر ڈوں یہ بیٹھا ہی قافیہ
ثابت نہ ہوں بلا سے کہوں راب ہاتھ پاؤں

چل نکلے میرے آگے بہت وہ بڑھے نہیں | کنگھی کی طرح سوت کے سر چڑھے نہیں
ہمسائی تم نے خود نہ سنا ہوگا کیا کہوں | کوٹھے پہ بے پکارے کبھی وہ چڑھے نہیں
عزت مری گئی تو گئی اس سے تجھ کو کیا | خیر آؤ وہ بات کر کہ کاری شر بڑھے نہیں
گھوڑے پہ چڑھ کے کیوں نہ وہ منہ زوریاں کریں | جو عمر بھر گدھے پہ نگوڑے چڑھے نہیں

شامت ہے آئی کہتی ہے تو مجھ سے لو بہار | وہ جال ڈالوں مری کا تم سے کڑھے نہیں
اس شہر میں تراب یہ مٹی کا کال ہے | وہ کونسا مکان ہے جس میں گڑھے نہیں

اے جان جا کے تم میاں خورشید سے کہو
میرے محل میں آیا کرو دن چڑھے نہیں

پھلا پھولا آباد گھر دیکھتے ہیں | بچنے! ایسا مشاطہ بر دیکھتے ہیں
بوا بے ہنر کیا مری قدر جانے | ہنر مند میرے ہنر دیکھتے ہیں
جلاتے ہیں مردوں پہ دل ہم مثل ہر | تماشا یہ گھر پھونک کر دیکھتے ہیں
جو جیوان رنڈی سے ہیں دل لگاتے | بوا رنج وہ ہی بشر دیکھتے ہیں
زناخی سدا جو ہیں پھولوں پہ سوتے | انھیں ایک دن خاک پر دیکھتے ہیں
خدا ہی رہے پیٹ اب پیر زادے | ترے بھی عمل کا اثر دیکھتے ہیں
پرائی بہو بیٹی اپنی ہے صاحب | کسی کو نہیں بد نظر دیکھتے ہیں

میں باہر نہیں جان صاحب سے آئیں
زناخی مرا دل اگر دیکھتے ہیں

پہن کے کپڑے انگریزی میاں خوشرو نکلتے ہیں
نئے موتی محل سے بن کے اب لولو نکلتے ہیں

مجھے ہو نسونہ ہف دیدوں میں تم سے ہوں کہے دیتی
ذرا ڈورے سے تا لو کس کے بی بازو نکلتے ہیں

گلے میں کوکلا گائن کے ہڈی ہی نہیں گویا
ہزاروں میں نہیں یہ حلق یہ تالو نکلتے ہیں

وہ کرسی کے بوا احمق ہیں جو دو دن کی کسرت میں
کبھی تو دیکھتے مونڈھے کبھی بازو نکلتے ہیں

مجھے لوٹن کا جوڑا ہے جو خاکی شاہ نے بھیجا
خدا کی شان ہے بچے اجی یاہو نکلتے ہیں

نہیں وہ رنڈی نہیں جو چھوڑ دے وہ جعل سازی سے
مرے پھندے سے کب ایسے موے الو نکلتے ہیں

لیے تو جان صاحب آپ نے بوسے ہیں مالن کے
مگر کیسے یہ منہ کی راہ شفتالو نکلتے ہیں

نہ کیں جورو سے تقریریں ہزاروں — سدا کیں جس نے تقصیریں ہزاروں
نہیں آنے کی دم میں میں تمھارے — عبث کرتے ہو تدبیریں ہزاروں
نہ بگڑوں گی بناؤ لاکھ باتیں — سنی ہیں ایسی تقریریں ہزاروں
بیری قائم سی دیوانی نہ ہو گی — پہن آئی ہے زنجیریں ہزاروں
نرالی سب سے ہے بندی کی قسمت — وگرنہ دیکھیں تقدیریں ہزاروں
میں اس جلاد کے پالے پڑی ہوں — نئی دیتا ہے تعزیریں ہزاروں
یہ کیا نقشہ ہے کیوں تم لائے گھر میں — تلے اوپر کی تصویریں ہزاروں

تمھیں تو سات خط آتو کو اے جان
ابھی ہیں یاد تحریریں ہزاروں

بھیجا نسبت کا ہے پیام کہاں — کہاں بجی مری غلام کہاں
کر دیں ثابت مجھے یہ حافظ جی — میں اٹھا آئی ہوں کلام کہاں
او ہی دیتی نہ میں جواب تمھیں — ہے یہ تہمت کیا سلام کہاں
قہر ہے کو ٹھری میں مسجد کی — باندی کرنے گئی حرام کہاں
بیس ہنڈیوں کا چکھ بھی چکی ہے مزا — وہ کرے گی بھلا قیام کہاں

بیاہ ماموں نے بھانجی کا کیا
جان صاحب کا ہو گا نام کہاں

میں اری دولت قدم مشکل پہ کیا کوڑا کر دوں — وہ نہیں باندی مری منہ زوریں کیلر کرو
روں نہ میں یعقوب کو یوسف بھلا کیا مال ہو — بی بناتی جان لیں مصری کو تو سودا کروں
منہ وہ نیوائیں ذرا حشر ہو گا ما خیر ہے — ان کا در پردہ ہے مطلب بھائی سے پردا کروں

بات دو کوڑی کی کروں چار پیسے کے لیے
اپنے بیگانوں میں اس کو آج میں رسوا کروں

جانؔ صاحب اسے دوگانا کر لگائے ہاتھ وہ
تیرے ہی سر کی قسم اک حشر میں برپا کروں

اپنے رسوا تجھے خود کرتے ہیں بیگانوں میں
خیلا فرزانہ نہ بن رہ کے تو نادانوں میں

اُن کے ملنے سے ہوئی زیست دوبارا میری
ہو مثل پانی پڑا سوکھے ہوئے دھانوں میں

ہم تو مردوں کو بوا مردہ نہیں کھورتے تھے
لطف دیوالی کو تھا چوک کی دکانوں میں

گو نہیں بیٹا ہے یہ بیٹی ہی پروان چڑھے
ایک ہے پیچھے پڑا ہمسائی پہ تو جانوں میں

کیا کلیلیں کریں یہ مرد ہے بیچارے ہیں
کل سے بچے مری بکری کے یہ بیچارے ہیں

دل لگا جس سے موئے نے کیا رو کر رسوا
دیدے سے در گور مرے صدقے ہرکارے ہیں

کل مجھے ہار ہیں گے وہ جو ہر گئی لے گوہر
آج تو موتیوں کا ہار مرا ہارے ہیں

اڑ گئی روٹی نصیبوں نے اڑائی ہے خاک
ہن کے بدلے یہ برستے اجی انگارے ہیں

جانؔ صاحب سے نہیں جلتے ہیں تیرے دلسوز
سمجھا سمجھے جیجی کو یہ بیٹوں سے سوا پیارے ہیں

نگوڑے مردوئے کیا کیا گناہ کرتے ہیں
خراب جان کے عقبیٰ کی راہ کرتے ہیں

اٹھاتے جا کے عدالت میں ہیں بڑی رشوت
دوگانا کام تو جھوٹے گواہ کرتے ہیں

زناخی تو نہ کسی کو میں آج کل دوں دل
موئے نفاخنے دو دن کی چاہ کرتے ہیں

خصم تو کیا ہے بوا کنبا چھوٹ جاتا ہے
یہ ٹھگ ہیں حرد وہ دل میں راہ کرتے ہیں

مزا ملا ہے وہ ہی جان۔ جانؔ صاحب سے
کہ فاقے کرتے ہیں ہم اور نباہ کرتے ہیں

پسند باغ کی بالوں سے حور کی باتیں
ہوا ہے خار سنیں وہ قصور کی باتیں

حواس اڑ گئے سن کے حضور کی باتیں
نہ ہوں فرشتے سے میرے یہ نور کی باتیں

نکلے ہو تو یہ بالی دو بجلیاں لاؤ
کرو نہ لکھنؤ میں کانپور کی باتیں

ہوا ہر ایک ہے فرعون کے لیے موسیٰ
قسم ہے بیسوں کلاموں کی لے دوگانا جان
کھڑے کھڑے وہ مرے پاس آکے ہو جائیں

خدا کو بھی نہیں بھاتیں غرور کی باتیں
میاں فہیم سے سیکھو شعور کی باتیں
کچھ اُن سے کرنی ہیں مجکو ضرور کی باتیں

ہو مرد نام کو نامرد جان صاحب ہے
چھپے گا سن کے زنانخی وہ صور کی باتیں

دو چار نہیں سن چکی دس طور کی باتیں
لعنت کر اسے کیا تجھے شیطان لگا ہے
عزت سے سوا پیسا ہی لے کو ڑیا خانم
کیا کنگلیاں ہیں اوہی یہ مرزا کی خواصیں

باندھی ہیں غزل میں اجی دستور کی باتیں
سنتی ہے بوا کیوں موئے مغرور کی باتیں
دمڑی کے لیے سنتی ہو مزدور کی باتیں
انعام کے دن کرتی ہیں یہ بور کی باتیں

مصرعہ ترا اے جان ہے تلوار کا پھلڑا
کیوں ہوں نہ ترے شعر میں اندور کی باتیں

مری ہی جانی ہو تم مجھ سے عقلمند نہیں
نہ شوق گانے سے مجھ کو نہ ہے بجانے سے
ہر اک کے کان میں شیطان نے یہ پھونک دیا
مرے جو نکلا ہی تل بھاگوان جلتی ہے

ہیں بات چیت میں نعمان سے بھی بند نہیں
اسی سے حسن مرا مردوئے پسند نہیں
زیادہ تجھ سے زمانے میں عقلمند نہیں
ہیں دل کو سوت سے کیونکر کبھو پسند نہیں

رموز یہ چھانٹ کے اے جان دل جلاتا ہے
یچے ہو بات یہ تیری مجھے پسند نہیں

لونڈی ہوں بیچنے کے یہی میرے پیر ہیں
تم کیا ہو اس لکیر پہ عاشق امیر ہیں
کیبڑن پہ ڈالی آنکھ مرے دل سے گر گئے
لڑنے پہ پیس کیوں نہ ہوں چلتی ہیں بیگما
فرہاد خاں وبلا میں گئے شیریں کو آج کیا
ہیں ایک دو تو حسن میں بدر منیر ہیں

دو ہاتھ ہیں تو پانچ مرے دستگیر ہیں
بندی کی مانگ پہ ہوئے لاکھوں فقیر ہیں
اپنے چلن سے آپ ہوئے وہ حقیر ہیں
گوشے نہیں ہیں ساس کے ناوک کے تیر ہیں
پکوا رہے جو میرے سلونے سے کھیر ہیں
فرزند چاند خاں کے بوا بے نظیر ہیں

آتے ہیں بوڑھے چونڈے پہ میری دادا کے وہ
بہ یوں کے بھائی ننھے میاں کوئی پیر ہیں

بڑھیا کے بوڑھے چونچلوں پہ مر گیا مریں
اتری ہوئی کمان میں بے پر کے تیر ہیں

چوٹی ہے کالی کا مری سفلی عمل ہے حسن
آنکھیں ہیں موہنی مری تل چار دل بہ پیر ہیں

اے جان خوب کہتا ہے تو ہر زمین میں
تیرے ہی شعر سب کے ہوئے دل پذیر ہیں

عقل نے بھی اوہی دیکھا خوض کر ملتی نہیں
واہمہ بھی ڈھونڈتا ہے پر کمر ملتی نہیں

اے بوا عنقا کی صورت عمر بھر ملتی نہیں
واہمہ بھی ڈھونڈتا ہے پر کمر ملتی نہیں

سیکڑوں خیال میں چہرہ بانک پر ملتی نہیں
صاف دیدہ انکھ منڈی مجھ سے نڈر ملتی نہیں

مر دو کے رستم ہوں میں تو قدر کر مجھ زال کی
دل ہو جس رنڈی کا ایسا اور جگر ملتی نہیں

کیا ارادہ اور ہے چیندرا کے بولے جو میاں
منہ ملا مجھی کے لینے سے کمر ملتی نہیں

ہو گیا اظہر یہ ہر ذرے کو اے شمس النسا
چاند خاں سے خود ہیں کرتی ہوں خدر ملتی نہیں

اے بوا مصری جسے کہتے ہیں ثعلب وہ کہاں
بے اثر لایا ہے یوسف با اثر ملتی نہیں

پر نہ ہو قسمت میں جب تک سے کیا بالو کی بات
روز مشاطہ ہے جاتی بات پر ملتی نہیں

ایک ہمسائی بہت سی آگ پانی کے لیے
ہیں محلے میں ہر اک سے گھر بہ گھر ملتی نہیں

خیر جب تک جان کی ہے جان صفا جان لو
جب تلک بے دید رنڈی سے نظر ملتی نہیں

پہونچی اُن تک بے قراری کی خبر برسات میں
میں نے بجلی کو بنایا نامہ بر برسات میں

تھی نہیں رونے والیو کہیں رو کے روتے مر گئی
کرتا مجلس نام کی میرے مگر برسات میں

ابر سے کیا کم بھریں خسرو نے نالے ندیاں
یہ بھی روئی ایک سان آٹھوں پہر برسات میں

گھر ہے ٹوٹا سا کہیں دب سکے نہ مر جا دل ابھی
ہو یہی اے بی حیا تن مجکو ڈر برسات میں

کیا عجب رو لیے ہیں بیتابی سے چلاتی ہوں میں
کو کتی کوئل ہے بہو بیشتر برسات میں

آنسوؤں کی جب جھڑی لگتی ہو دم بھرتا ہے یہ
دل نگوڑا بن گیا جھینگر مگر برسات میں

سات اروسکے امنڈتا غم ہے دل پر اس طرح
جیسے آتی ہیں گھٹائیں جھوم کر برسات میں

ڈھونڈھتی پھرتی ہے ہمسائی کرائے کا مکاں
چھاؤنی کا گھر بختی بیچکر برسات میں

جانور تک گھونسلے کو لائے پر برسات میں
اُس موئے اَلّو نے بنوایا نہ گھر برسات میں

خوب کڑکے خوب تڑپے خوب چمکے آئیں جب
بجلیاں کانوں کی میری جھوٹکر برسات میں

نے لیں ہمسائی کرایہ کوڑی کوڑی کیوں اُٹھوں
خیر ہے اُنکو کریں مجھ سے نہ شر برسات میں

اُن کی آنکھیں یاد آئیں روتے روتے مر گئی
میں نے دنیا سے کیا لو کو سفر برسات میں

جو ہیں گرجے کب ہیں برسے یہ مثل مشہور ہے
بدلی بادل خاں کریں اور آئیں گھر برسات میں

بند ہوتی ہی نہیں ہے ڈاک خط رکتا نہیں
یہ مسافر روز کرتے ہیں سفر برسات میں

اپنی آنکھوں کے جو سوتے جان دیکھے غور سے
گر گئے نظروں سے دریا بیشتر برسات میں

غزل ردیف (و)

غرض نہ ساس کی الفت نہ چاہ سے ہم کو
فقط ہے کام خصم کے نباہ سے ہم کو

وہ ہوں فقیرنی تکیہ خدا کی ذات پہ ہے
وزیر سے نہ غرض بادشاہ سے ہم کو

خصم چھڑا کے موئے دل نے یار کروایا
کیا اسی نے ہے بے راہ راہ سے ہم کو

یہ سچ کہے ہے رات کو بیہودہ بیہلے بول اُٹھی
زناخی جان ترے اشتباہ سے ہم کو

یہ سچ مثل ہے اجی جس کا پاپ اس کا باپ
نہ رانڈ سمجھے گا وہ تمھارے گناہ سے ہم کو

موئے وکیل عدالت کے بن ٹھنے بیٹھے ہیں
کیا تباہ ہے جھوٹے گواہ سے ہم کو

سمجھ کے سوت جھنکائے کوئے زلیخا نے
کیا عزیز نہ یوسف کی چاہ سے ہم کو

الٰہی سوت ہو محتاج دو دو دانوں کو
یہ پھل ملے تری اب بارگاہ سے ہم کو

موئے کی آنکھوں کو تلووں تلے ملے نرگس
جو کوئی گھورے اری بدنگاہ سے ہم کو

ہماری بھابی کی بگڑی کو چھوچھکی شادی ہے
نہیں بلاتی ہیں ننو کے بیاہ سے ہم کو

قید کرتے اوہی بے معمول ہو ۔ مجھ سے لو جو صدر کا محصول ہو
دوسری مجھ سی نہیں سیتا ستی ۔ جو دعا مانگوں وہی مقبول ہو
دیدے اسے خضر و کہاری پار کی ۔ پوچھنے کے مہرا سے جو معمول ہو
گھر کی کیا گت ہے نہیں کچھ بھی خیال ۔ ناچ گانے میں یہ تم مشغول ہو
شیخ جی بیٹھک لو بکرے کی عوض ۔ پھول کی جا پنکھڑی مقبول ہو
سو دتک تو مردوا دیتا نہیں ۔ اشرفی خانم ادا کیا مول ہو
لال خاں لائے وہ مونگا کے لیے ۔ جو شفق سے سرخ بہتر لوٹل ہو
کان میں ہے درد خاکی شاہ کے ۔ ڈال دے خانم جو کنگن پھول ہو
ہل کے پانی تک ابھی پیتے نہیں ۔ تم تو بھدی کے سوا مجہول ہو
مار کر بیٹھے ہو گھی واسنے کا مال ۔ اب گئے کیسے کی صورت پھول ہو
چکنی باتوں سے نکل جائے گا تیل ۔ چپ رہو جھگڑے کو دیتے طول ہو
روغنی صورت نہ حاکم دیکھ لے ۔ اوہی سمجھو دل میں کچھ معقول ہو
وہ جو بجرے پر دھوئیں کی ہوں سوار ۔ دل جلے کی آہ کا مستول ہو

یاد رکھئے کے فراموشیں ہو نہیں
ہو نہ ایسا جان صاحب بھول ہو

نجاؤ تم بڑھو جو چلے ہیں بھیجو میرے بھائی کو ۔ لگے ہیں دردمری ہوں بلا لاسے وہ دائی کو
یہ ہیں چھریاں بھکیں یہ غم خدا دے انکی جائی کو ۔ مرے پہلے سے جن لوگوں نے باندھا ہے قصائی کو
ہوا گو آئینہ غائب نہ لائی میل کچھ دل میں ۔ ابھی اس آنکھ منھدی کے دیکھو دیدو کی صفائی کو
قدم سے سوت کے آباد کرنا سیج تم اپنی ۔ کروں در گور سمجھوں اب جنازہ چارپائی کو
نہ چھوٹی تم سے رنڈی ایک اور میں چھوڑ بیٹھی ہوں ۔ تمھارے واسطے گھر بار کیا ماں باپ بھائی کو
نہ بات اس سے کرو کٹن نئی مہری ہے مشاطہ ۔ ڈلی یہ نہر کی ہے بی نہ لو تم اس مٹھائی کو
یہیں دن کو چاندنی خانم کا سر اوڑھوں کیا غوائے ۔ زنا تھی رات بھر میں میری شبنم کی دلائی کو
ہوا ثابت کہ دریا بہہ سے جار سے ہوا کھینچ ۔ لو آب رواں کا بھیجا ابرا جو رضائی کو

مرے ہونٹھوں کی جب لیتا ہی چھی ترش ہوتی ہوں | تو کہتا ہے ملاتی ہو مٹھائی میں کھٹائی کو

کروں کیا جانؔ صاحب جا کے گھر میں چیرے والی کے

تمھارے راج میں پیسا نہ کوڑی ہے دوائی کو

اب نہ سوؤں گی تمھارے ساتھ اور کو سونگی یہ | داغ نکلیں اُسکے جس کو بھیجتے کمخواب ہو

رات کو دو دن سے اڑ جاتے ہو میرے پاس سے | مجھ بختی کی نے قسمت سے تم سرخاب ہو

موتی خانم ہے شرک پرمردوؤں کا اژدہام | آبرو وہ کی۔ چلی تو دیکھئے تالاب ہو

سانپ بچھو بھجواس کو بھید و صاحب مجھے | میرے میکے کا تمھارے گھر میں جو اسباب ہو

ٹیپے گاتی ہو نہیں رو رو کے غم میں سوت کے | میرے گھر گر تم بناتی آج کل پنجاب ہو

جل بجائے یہ کہیں خورشید کی صورت غلام | ہاتھ سے تسری کے جھڑ وار ہی مہتاب ہو

کیوں نہ ڈرتے جاؤ گھر تم سوت کے گیا کرو

جانؔ صاحب دل مرا سینے میں جب بیتاب ہو

غلط بالکل پڑھاتی ہے ٹھری روٹی تو فتو کو | فضیلت کیا پڑھی ہو دیکھے کو دوں اپنے آلو کو

یہ کہہ مرجان سے مونگا کہ موتی جان روتی ہو | بلا لا جو بھری بازار سے تو جا کے لو لو کو

بنی بیگم نہ سمجھیں میر دولہ نام بھی سن کے | یہ دل میں آگئی کیا لہر بیٹھی وی دو جا جو کو

کہاں افسر کی بیٹی تم وہ تیر انداز کا بیٹیا | لگا الماس سے دل گوئیاں نشانہ تم نہ یہ جو کو

سنو باجی پری خانم خدا یا اپنے شاکر ہوں | نہ ٹونوں کو سمجھتی ہوں کسی کے میں نہ جادو کو

الٰہی کوڑھ ٹپکے ایسی مغلانی کے ہاتھوں میں | کتر کے کر دیا غارت مری انگیا کے بازو کو

سنو اے جانؔ صاحب کل میں نوچندی کو جاؤں گی

چنا جائے دو پٹہ پائجامہ بھیجو الّو کو

میرے پیچھے پری خانم کو لگا دیتے ہو | کیوں نہ بگڑوں مجھے دیوانہ بنا دیتے ہو

روٹی کپڑا مرے تن پیٹ کو کیا دیتے ہو | کیا کھلا دیتے ہو کیا اور ہی پہنا دیتے ہو

گزری اس پیار سے دل میرا کڑھا دیتے ہو | ہنستی بچی کو ابھی تم تو رلا دیتے ہو

فتنہ انگیز یہ طوفان ہے برپا کرتی | کیا ہی روتی ہے جو سوتے سے جگا دیتے ہو

بی جمالو کیطرح ڈال کے بھس میں چنگی — دوڑتے پانی کو ہو آگ لگا دیتے ہو
سوت سے گرم ہوئے جب کیا ٹھنڈا مجکو — ہنس کے لڑواتے ہو رو رو کے ملا دیتے ہو

جانؔ صاحب سمجھے تم کھیلا ہو سمجھے صاحب
چٹکیوں میں جو مری بات اڑا دیتے ہو

مہتاب کو بری نہ میاں آفتاب دو — مستانی ہوشیار رہے اچھی شراب دو
ہلکی گلابی پھول سی تم ٹھرکے پھول سے — مجھ کو میاں نسیم گلابی شراب دو
کانٹے پڑے ہیں حلق میں سا ہوں لوگو نے قرار — ماہی تو سے کے بھون کے مجکو کباب دو
آتو جی شادی کرنے پہ مایل ہو فاضلہ — پڑھنے کو حسن و عشق کی اس کو کتاب دو
ہمسائے والیوں سے اجی ناک میں ہے دم — گھر میں مرے ہیں اک یہی خانہ خراب دو
دولت جو پیسے والی ہوئی کیا ہی ہے ستم — کہتی ہے کوڑی کوڑی کا مجکو حساب دو
کرنے دو وہ لپٹ کے جو کرتا ہے چھیڑ چھاڑ — تم تو نہ اپنے ہاتھ سے بنو حجاب دو
چاہنے بھی چار ہو چکے کب تک رہیگی شرم — گھونگھٹ اٹھاؤ داری خصم کو جواب دو

پیوند ہو زمین کا جس روز کہ یہ جانؔ
مٹی تم اپنے ہاتھ سے یا بو تراب دو

تم نہ آئیں دل بہت تڑپا ہمارا رات کو — ذکر اسے گوئیاں رہا کیا کیا تمہارا رات کو
ہوگیا دھک سے کلیجا او ہی میا ڈر گئی — گھر میں بی مہتاب کے ٹوٹا جو تارا رات کو
اپنی رنڈی کے لیے مجھ سے لڑے تم چھیڑ کر — کیا مری تقصیر تھی تم نے جو مارا رات کو
ہوں میں رسوا تھا یہی مطلب تمہارا ای میاں — نام جو لیکر مرا تم نے پکارا رات کو
چاندنی خانم سے مرزا گر نہیں ہے تم کو کام — کیا سمجھ کر اس سے کرتے تھے اشارا رات کو

مینہ برستے میں گلی میں جانصاحب جو یاس
بھر گیا جو تام ا کیچڑ میں سارا رات کو

دھمکاؤ کسی بودی کو تلوار دکھاؤ — خونخوار بن اپنا نہ یہ ہر بار دکھاؤ
در پردہ جو خوش مجکو ستاتے ہیں یہ مرزا — مشتاق ہیں مشتاق ہیں دیدار دکھاؤ

مصری ہوئی صراف زلیخا سے زیادہ
یوسف کیطرح تم اسے بازار دکھاؤ
صدقے ہیں تمھارے سنو اے جان کسی طور
بندی کو شہنشاہ کا دربار دکھاؤ

ہوا حرمت خدا نے جیسی عصمت دی تھی مریم کو
ملی ہی پاکدامن کی تصدق سے وہ اب ہم کو
بری خانم ہے دیوانی پڑیں پتھر نگوڑی پہ
بٹھایا نیک بختو کیں ہے مونڈھے والی خانم کو
یہی تعلیم دیتے ہیں اجی شکروں کو مکھو تاں
مجھے تو زہر لگتا ہے نہیں یہ دیکھتے ہم کو
میاں خورشید مجھ سے دن دہاڑے کجاں چلتے ہو
جو ابتر ہو وہ مانے ایسے سوکھے آپ کے دم کو
نکالوں پیٹ سے جو پاؤں کیا ہی سر پھرا میرا
کھسے یہاں کون صندل تسے پلادت نہیں ہم کو
وہ تلوے میرے دھو دھو کے پئیں ہیں جوتیاں ماروں
بتا دے جان صاحب ایسا کوئی ٹوٹکا ہم کو

لگا کیا ہے شیطان سمجھائے کوئی
ہماری طرف سے موے بدگماں کو
ہمیں سوت کیواسطے چھوڑتے ہیں
دکھائیں گے منہ کیا وہ سارے جہاں کو
نہیں دل سے اے لڑکے بڑھیا ہوئی ہوں
جیوں چاہتی ہوں میں اچھے جواں کو
سنو جان صاحب بھلا کیا ہے نسبت
مری نیلی چادر سے اس آسماں کو

ہے قیامت جاننا تیمار داری رات کو
دن سے ہوتی ہے زیادہ بے قراری رات کو
گلبدن کے ساتھ اب گر آپ جا کر سوئیں گے
پیٹ میں اپنے ماروں گی کٹاری رات کو
چاندنی خانم ستم لوٹے ستارا جان پہ
سیر دریا کی گئی کرنے ہے داری رات کو
جان صاحب میں نہ ہونے دوں گی بگھی کو سوار
دن کو کیا سوتے تھے لائے ہو سواری رات کو

اس کتابی منہ کی اک مجھی دوگانا جان دو
میں نہا دھو کر ہوں آئی چومنے قرآن دو
ایک ہی ننھا سا ہے باجی منجھلی بھابی کی بہو
موٹے موٹے کیا لگائے ہیں مجھے طوفان دو
سوت کی بھی نہ کھائی۔ بانجھ دنیا سے چلی
دل میں میرے رہ گئے افسوس لے ارمان دو

ہاتھ اب مجھ کو کسی صورت لگا سکتے نہیں | اپنا سر کٹوا کو میری پاپوش سے تم جان دو

وہ مثل ہے میری اُن کی ایسی الفت ہے بوا
جان تو ہے ایک اور قالب ہیں میرے جان دو

تو خصم والی بنی سچ ہے اری ہاں اب تو | فیدا جو بانک ہوا اور بھی گویاں اب تو
فاصلہ جس سے کرے ساکی ہے نسبت ٹھہری | نام حق بڑھ چکا بڑھتا ہی گلستاں اب تو
اُجڑی گھر بار بسا ہو چکی بچوں والی | بیٹھکر لٹ کیوں ہیں کھیل نہ گڑیاں اب تو
کو الیوں سے بھی سوا کرتی ہیں نخرے تلے | نو جوانوں کو پھنسا لیتی ہیں بڑھیاں اب تو

چوٹ چوٹی پہ ہو گل بھولی ہو چوٹی کی بہار
جان تلواتی ہوں موباف میں کلیاں اب تو

کیوں نہ دیدوں کو کہوں نوح کی اولاد ہیں یہ | لائیں طوفان جو رو رد کے دوگانا دو نو
پتلیاں بھان متی آنکھیں یہ ہیں حیدر آباد | ایک عالم کا دکھاتی ہیں تماشا دو نو
باجی یوسف کے بچھڑنے سے جو پھوٹے دیدے | لیکے یہ اُترے ہیں یعقوب کا ورثا دو نو
ڈولا اچھلا ہے تری بہنوں کا سمجھا اُن کو | میں تو چپ ہوں وہ مرا کرتی ہیں شکوا دو نو
ساس نندیں ہیں جو جاہیں کہ ہوے آگوئیاں | ایسا ہی رکھتی یہ کم بختیں ہیں رشتا دو نو

سالیاں جورو سے اچھی ملیں تم کو اے جان
ایسی ہنس مکھ ہیں نہیں جانتی رونا دو نو

رنڈوے کب تک ہو گئے بھائی گھر آباد کرو | باپ دادا کے نہ تم نام کو برباد کرو
حق میں جورو کے قضائی نہ ہوا ے بیٹا | نام مشہور تو کنبے میں نہ جلاد کرو
یہ نہیں پڑھنے کی اس آتو سے فتنہ انگیز | اس پہ آخون معین کوئی جلاد کرو
کیا سلیماں پہ تم مرتی ہو دیوانی ہو | مرد واڈھونڈھ کے بی کوئی پری زاد کرو
چھوڑتے تجھکو ہو اب کرتے ہو صاحب شادی | کیا قسم کھائی تھی مجھکو نہ ذرا یاد کرو

کر کے آزاد صنوبر کو اُسے دے ڈالو
جان صاحب مرے شمشاد کا دل شاد کرو

دانوں پہ ہر مرد چڑھتا ہو بڑی مشاق ہو
آٹھ دن میں نوسے ہونا جفت کیا ہی طاق ہو

سیکڑوں بیٹھی مرادیں آگئیں اک بار گی
بی دوگانا رو نہ تم مسجد کا بھرتی طاق ہو

پیٹ بھر لوں گی اجی دو گھر کی چکی پیس کر
اور ہی رزاق ہو کچھ تم نہیں رزاق ہو

کوڑیا خانم کی بھابی کو نہ دنیا دام تم
جب تلک پیسا نہ اگلی سال کا بیباق ہو

لوٹ کے گھر لے گئے ٹھگ کے ہم کو کھا گئے
جان صاحب تم ہماری جان کے قزاق ہو

دربار چلے ہیں اجی نہ نہار نہ ٹوکو
دیکھو وہ خفا ہوں گے خبردار نہ ٹوکو

دیکھوں گی تماشا کہو دربانوں سے جاکر
آنے دو نہ ٹوکو انھیں نہ نہار نہ ٹوکو

ہلکا ہو لہو اُس کا ذرا دیکھو تو ایڑی
بچی مری ہو جائے گی بیمار نہ ٹوکو

عادت ہے یہ باندی کی تو پھر بارو نگی باجی
لو چپ رہو اب ہو گئی ہشیار نہ ٹوکو

کس کام کو جاتی ہو خدا جانے دوگانا
بے فائدہ تم کرتی ہو تکرار نہ ٹوکو

جھربیری کے کانٹے کی طرح لپٹے گی گلشن
ہو جائے گلے کی یہ کہیں ہار نہ ٹوکو

مردوں کا بھی میں جانتی ہوں کام سنو جان
تم رنڈی سمجھ کے مرے اشعار نہ ٹوکو

غزل ردیف (ہ)

جب چاہوں وہ احمق بنے اُلّو سے زیادہ
ٹوٹوں میں اثر ہے مرے جادو سے زیادہ

میں تول لیا کرتی ہوں نظروں میں ہر اک کو
کانٹا سی ہوں آنکھیں ترازو سے زیادہ

شیریں کی طرح تلخ ہے جینا مجھے مصری
باتوں میں تری زہر ہی بچھو سے زیادہ

ناحق نہ کرو پاس تم اُس کا مرے بھیا
ماں باپ کا ہو مرتبہ جورو سے زیادہ

عصمت نہیں ملنے کی اگر لاکھ چھپے گی
کسبی کی ہوا ہو ہی طرہ یلو سے زیادہ

جب مردوے نے پہلی پہل ہاتھ لگایا
میں باغ میں شرمائی لجالو سے زیادہ

موٹے ہاتھ ہیں جو روکے جو رو کے کمائی ۔۔۔ باجی وہ کما ؤ ہو نکھٹو سے زیادہ

موتی کے لیے آبرو چینی کی گنوائی ۔۔۔ یہ بالے سے سن میں بنی لولو سے زیادہ

اے جانؔ کہو ریختی اک اور تم ایسی

پہلو ہو ہر اک شعر کے پہلو سے زیادہ

گو آبرو مرزا کی ہے گنگو سے زیادہ ۔۔۔ اسلام ہو رغبت مجھے ہندو سے زیادہ

کلو نظر آنے لگے اب لاکھوں ہیں گورے ۔۔۔ در گور ہوا لکھنؤ کنبو سے زیادہ

کیوں پیل نہ ڈالیں مجھے تل لا کے شکرو ۔۔۔ یہ تشنہ ہو حق میں مرے کولھو سے زیادہ

ننھا سا نہ چھوڑا مری بچی کا دل جائے ۔۔۔ بی نام نہ لو ڈرتی ہو جوجو سے زیادہ

بیٹے سے بندھی اس کے یہ قسمت کی ہو خوبی ۔۔۔ جو مردوا ظالم ہے ہلاکو سے زیادہ

یہ گت نہ بچا گھر مرا ویران کرے گی ۔۔۔ جنگاارے منحوس ہے بیلو سے زیادہ

پیارو مجھے آتا ہے نظر دال میں کالا ۔۔۔ باتیں نہ بگھارا کرو اردو سے زیادہ

وہ ٹھنڈیاں نکلیں مری گائن کی دوگانا ۔۔۔ ایک ایک ہو دانا اجی گھنگرو سے زیادہ

اے جانؔ قلم بند سناؤں گی اسے بھوگ

اب مجھے نہ فضیلت مرے آنسو سے زیادہ

منھ سے تو کچھ کہیں یہ کریں نا بکار کچھ ۔۔۔ دو دل کی بات کا نہیں ہو اختیار کچھ

کیا تاج تخت لیں گے سلیماں کا موئے ۔۔۔ دیوانے ہو گئے پری خانم کہار کچھ

دل لو نج ایسا ہوئے کڑی نرم کیوں بہوں ۔۔۔ کرتی نہیں ہوں آپ کو صاحب میں پیار کچھ

اس کان جو سنوں تو ہیں اس کان دوں اڑا ۔۔۔ مانوں نہ ایک مجھ سے کہیں وہ ہزار کچھ

تم کو نسبت کی ہو خبر کیا میاں نصفت ۔۔۔ ہو آج کچھ بہار تو کل ہے بہار کچھ

مسجد کا طاق بھرنے نگوڑی چلے گی کب ۔۔۔ کیا فرض ہے دوگانا کو کرنا سنگار کچھ

یارے ہیں ان پہ جا کے خدا جانے کیا ہوا

اے جانؔ دل ہے کل سے مرا بے قرار کچھ

گوئیاں چھپا نہ عیب ہوا سب برا ئنہ ۔۔۔ مرزا لی جامہ خانہ میں کروا کے آئی نہ

پھر اس میں کھڑا دیکھو کہ گوندھا ہی کیسا سر
مشکل سے مانگ لادے اگر عنبر آئنہ

جب تک رہی میں شیش محل میں تھا میری پاس
موتی محل میں چوری گیا گوہر آئنہ

آتی ہے عار سی بجھے فاقے بلا سے ہوں
بیچوں گی بیچنے کو نہ میں گھر گھر آئنہ

اللہ رے شوق بدنی اکلی سے بنا کو کا
چھٹتا نہیں ہے ہاتھ سے اب دم بھر آئنہ

اس آئنہ کے لوٹنے کا غم ہے دل کے ساتھ
چھاتی کا میری بن گیا اب پتھر آئنہ

یوسف ہوں تجھ پہ مرتی زلیخا کیطرح سے
ہے میری چاہ تجھ پہ تیری تجھ پر آئنہ

پھٹکار کس کی منہ پہ برستی ہی چل پرے
منہ اپنا دیکھ مردوے منگوا کر آئنہ

جو چاہے بولے دولہ کی ماں سرخرو ہوئی
بیگم بنی کے تخت کی لے جا در آئنہ

قلعی تمھارے عشق کی اے جان کھل گئی
سب باتیں آپ کی ہیں مرے دل پر آئنہ

خوب گن سیکھے کواری کھیل کر جلشن کے ساتھ
رات کو مسی ملی اندھیرے ہے سوکن کے ساتھ

ایک غمخواری نے لوگو نیک بختی دی مجھے
خوش مزاجی سے نباہی اس موئے ظالم کے ساتھ

رنگ لائی گل کھلایا لڑکی نے اسے نو بہار
باغ میں جھولا لگی کیا جھولنے مالن کے ساتھ

نام کیا لنکا میں کرتی سامری ہے میں سوا
تجھ سی جادوگرنیاں کہتی ہیں اگر راون کے ساتھ

نام سے نفرت مسلمانوں کے اس کافر کو ہی
نوج ہوں دیندار فاں پیر مرد و درشن کے ساتھ

منہ بنایا کس لیے بگڑی ہیں کیوں کھولی زباں
کونسی میں نے برائی کی بھلا سمدھن کے ساتھ

کہیں نہیں پھولوں سماتے آج کل رنگین ادا ظالی
دیکھئے کیا گل کھلے اچھے ہیں پھر گلشن کے ساتھ

باجی جاے گی نہ جوتی موے ناشاد کے ساتھ
ذبح کروانا ہو تو کیجیو جلاد کے ساتھ

سنگدل کیا ہی تھی کتنی پڑیں پتھر اس پر
باجی شیریں پہ ستم کیا کیا فرہاد کے ساتھ

باجی سمدھن نے کیا ظلم مرے بچے پر
ساس کرتی ہی سلوک ایسا بھی داماد کے ساتھ

آے اس کے بھی اچی ننھے بڑے کے آگے
جیسا سوکن نے کیا ہی مری اولاد کے ساتھ

باغ کو سوت چلی سوت نہیں قابو میں
ہیں وہ کرتی جو خدا نے کیا شداد کے ساتھ

دے وہ تصویر جو ہو زیر و زبر کا نقشہ | پیش اب آوں اسی شکل سے بہزاد کے ساتھ

نیک نامی اُسسے اسے جانؔ نہیں ملتی ہی
جو کہ شاگرد بدی کرتا ہے اُستاد کے ساتھ

غزل ردیف (ی)

رانڈ ہو گور کلیا منہ اری کس دیکھے | لو رنج غم سوت کا دنیا میں سہاگن دیکھے

دوستی میں تری جو رنج بلا ہے مجھ کو | کھو جڑی پیٹے وہ دشمن کا نہ دشمن دیکھے

چشم بدور ہیں نرگس کی رسیلی آنکھیں | گو ہے بیمار کوئی اس پہ ...

آنکھ مندی ہے اری بچی ابھی مسی نہ لگا | کیا کہے چھو چھو جو آ کے زیادہ

میری چوٹی کی تو وہ چوٹی کی ہی چوٹ پڑی | سنو قدم ارے کے ... سے زیادہ

اور کیا ہو گا بنا گھر تو بگاڑ ارنڈی | شر ترے ہاتھ ... لنگر و سے زیادہ

تو رتن کا مری دم دھک دھکی میں اٹکا ہی | جب سے آک کے ...

باغ میں توڑو گل اندام جو بچی کلیاں | خار کیونکر نہ ہو کن آن ...

جانؔ صاحب کو دیا جب سے گل اندام پہ دل
ایک چندڑی کے ہزاروں اجی دشمن دیکھے

اب کہنے کو مانوں گی نہ زنہار تمہارے | دو سوت کو لے میری بلا ہار تمہارے

نادان ہو تم دوست ہیں ہشیار تمہارے | بی لڑکے کے آپس میں نہیں یار تمہارے

بے واسطہ شر روز کیا کرتی ہی خیرن | رہنا بجھے گھر میں ہوا دشوار تمہارے

پہ ورثہ کا جھگڑا ہے سنو چھوٹی مہانی | دو چار بڑے اپنے ہوں دو چار تمہارے

لیں مول جو دو باندیاں بی اشرفی خانم | گاہک کوئی پیدا ہو سے زردار تمہارے

تم جھوٹ کے پتلے ہو تمہیں سچ سے ہی کیا کام | انکار سے بدتر ہیں سب اقرار تمہارے

عزت تو ہزاروں ہی کی لے جانؔ وہ بد ہو | ہو قہر حوالے ہو جو اخبار تمہارے

کس گڑھے باپ سے بنوا کے ہے لائی بجلی | اس پہ بجلی گرے جس نے یہ بنائی بجلی
ابری کاغذ پہ جو روتی ہوئی تصویر کھنچی | آہ کے بدلے بوا ہیں نے بنائی بجلی
کالی چادر کو نہیں پھینک کے چمکی مہتاب | کوندکے اوہی گھٹا سے نکل آئی بجلی
آں باپ سے ابھی رجھانے مگر خوب بنے | پھوٹے دیدوں مجھے بھابی کی نہ بھائی بجلی
اس یہاں جوڑو پہ کیوں گرجے یہ بادل کی طرح | بیچ کے یار کو رنڈی نے کھلائی بجلی
یوں سمجھئے دانتوں کی چمک کا عالم | انبہ پرشاد نے ہنس ہنس کے گرائی بجلی
پھسکا ہیچی ہو جب بیٹنے کی ہوگی رسوا | آج ظاہر ہیں اگر اس نے چرائی بجلی
جب چاندنیں کے کبھی کاٹے ہو نکلے لڑنے | ٹاپ باپ ہی ہیں دن گزرا نہ آئی بجلی

بال باندھی وہ بلا چور ہے اس سر کی قسم
جان صاحب یری خانم نے اڑائی بجلی

گھر سے سکھے کواری [illegible] دلبر مجھے | اس کی ہیں لونڈی ہوں لیلے ہول قبے زر مجھے
ایک غمخواری نے لوگو نیا جیسا بھری | ٹھوکریں کھلوائیں اس دل نے ابھی در در مجھے
رنگ لائی گل کھلا [illegible] وہ کہنے لگی | یاد اس رسی کے ڈسنے کا نہیں منتر مجھے
نام کو [illegible] لکھنؤ آباد ہیں مجھ جور کو | باغ اب جنت ہی اور تالاب ہے کوثر مجھے
آج ان [illegible] دل پہ آئنہ مری چاہت ہوئی | صاف دل ہیں دیکھ کر حیراں ہے ششدر مجھے
سب دیا صاحب نے سچ ہے جو بڑے ہیں کہتی نہیں | تیل سرمہ مسی مہندی عطر بھی لا کر ہے مجھے
چکنی باتوں کا ہے منہ کالا کیا دل میرا خون | لال خاں پہنا دیگے پھولونکا تم زیور ہے مجھے
وہ اگر قرآن کا جا سر پہ دن کر کچھ نہیں | لے دوگانا جھوٹھ مجھوں کچھ نہ ہو باور مجھے
مفت کرنا دور لیجانا شل بچی ہو نی | کاٹ کے کو سوں گیا اک مرد وم دیکر مجھے

قدر کیا نامرد جانیں۔ مرد وہ ہے جو مرد ہیں
جان صاحب شاد ہوتے ہیں وہی سن کر مجھے

جب نہ دو پیسے کمانے کی ہو تدبیر کوئی | تاک ہیں کوٹھا یا خانم نہ کرے تیر کوئی
کالی پیلی رنڈی کیسے دھوپ ہیں کیا بال سفید | کرتا دانا سے ہے نادانی کی تقریر کوئی

قند کے بدلے نمک جھونک دیا شیر برنج میں
شکر والیسی بھی پکاتا ہے بھلا کھیر کوئی

چاندی خانے میں نہ سونا تھا سمجھے کر قصہ
پھر یہ کہتی ہے بتائے مری تقصیر کوئی

نقش ہو جائے جو دل پر سنو سو جان سے ہیں
بھائی رانی وہ پڑھا ہو ریختی تصویر کوئی

مجھ سے کیا پوچھو اجی اپنے ہی گھر والوں سے
کوئی اچھا نہیں کہنے کا بڑی چالوں سے

پیرے دیدے بھی سمندر کے ہیں نانا دادا
سیکڑوں ندیاں پیدا ہوئیں ان نالوں سے

بی صنوبر ہے عجب کیا جو لگے سر میں پھل
پھول پیدا ہوئے مردونگی اجی ڈھالوں سے

جان صاحب کبھی دم میں نہ آتی ہرگز
چھوٹے مرزا نے پھنسایا ہے بڑی چالوں سے

ہوں کھرے کھوٹے نہ پہنچیں گے ٹکسال سے
اشرفی خانم روپے پرکھا ہے کندن لال سے

ہے خدا کی شان وہ افضل نسا خانم بنی
بیچتی پھرتی تھی گلیوں میں جو کھرنی فال سے

آپ کے سر کی قسم سب سے بڑا ہے اعتقاد
بھائی نعمت خاں بڑی روٹی کی مجکو فال سے

ترش ہوتی ہیں تو ہوں کر منع ان کو نوبہار
ہے بجا آزار نرگس کو نہ دیدیں فال سے

جان صاحب تو رہے جم جم سلامت سچ تو ہے
نام روشن ہو گیا میرا ترے اقبال سے

ڈر لگے کیونکر نہ ان دونوں کی مجکو چال سے
چھوکری آندھی ہے لڑکا کم نہیں بھونچال سے

اے دوگانا شیخ جھینگا میر بجری کا غلام
ہے بڑا عجب چھالیا بچنا تم اس کی چال سے

اسکی چاہت میں پری خانم سدا جھانکے گی خاک
لاکھ پنڈت سے وہ پوچھے یا کسی رمال سے

نام میکے کا مٹایا کی اشارے بازیاں
کیا ہی کھل کھیلی ہے بنو آئی ہے سسرال سے

باولے کتے نے ٹیپو خاں تجھے کاٹا تھا کیا
تو جو کہتا ہے چلا آتا ہوں میں گکرال سے

جان صاحب سچ ہے یہ ٹکسال والے کا کلام
جو نہ ہو دل کا غنی وہ کم نہیں کنگال سے

ابھی وہ آندھی سے لڑنے کو ایک بار آئی
ہوا کے گھوڑے پہ دولت قدم سوار آئی

سکھ پلنگ کے بال میں یا پونچھ اس کے مار آئی | چڑھی دماغ کو گرمی تھی سب اتار آئی
پھنسایا مرزا کو شہباز خاں کی باندی نے | جب آئی گھر میں کبھی کھیلتی شکار آئی
بسا بسایا لٹا گھر نہ پیر میں پھولی پھلی | نگوڑی سبز قدم ایسی تو بہار آئی
خدا ہی خیر کرے بیگما کی ڈھنڈھی کی | مہینا بیٹھا ہی کھاتی ہوئی اچار آئی
یہ لوٹ کا کیا ٹانگوں میں اپنا ڈال کے پشم | گئی ہیں جو لے کے آگے انھیں پکار آئی
نہ رکھوں ماما کو درگاہ سے تو ہو آؤں | دماغ عرش پہ ہے لیکے کیا کہار آئی
بگڑ گیا ہوا معلوم تجھ سے یار بڑا | زنانی شکل بنا کے جو سوگوار آئی

دل اپنا کرتا ہے اسے جان کس لیے بھاری
جو تیری بات تھی بگڑی ہوئی سنوار آئی

پھوپھی کو تو صورت میں ذرا دیکھوں دولھن کی | بند ہوا کے اٹھنی مجھے لا دو اجی گھن کی
حق ماں کا کبھی سمجھو نہ بیوپاری دولھن کی | بیٹا تمھیں لازم ہے کرو بات چلن کی
اچھی مری مجلس پری خانم کو بلا لا | میں مثنوی فیروز سے پڑھواؤں حسن کی
تم صبح کو پھر کس لیے کرتے تھے اشارے | چاہت نہیں مرزا جو تمھیں شام برن کی
جو کہتے ہو سچ کہتے ہو ہاں ہیں تو ہوں ایسی | گھر واسے ہیں تو جا کے خبر لیجئے بہن کی
چل دور ہو سر سے ہٹ یہ نہیں لونگی میں جا لول | بنیا ترا دھگڑا اٹھا جو لائی ہے کنگھی
یہ اٹھا دھڑا سیر میں پنسیری کا دھوکا | بھائی نہیں باتیں تجھے کھولوں کی جلن کی
کھاتے ہی بچا ہے کریلوں کا جو سالن | صدقے گئی خاطر کرو تم بانڈ دولھن کی
بھائی کا مرے بیاہ ہے ڈالونگی میں آنچل | نیوا دو کوئی اوڑھنی اچھی سی کرن کی

کیوں جان نہ ہو بندی کے اقبال پہ صدقے
سنتی ہے مصیبت وہ سدا تجھ سی سٹرن کی

دم مرا ناک میں ہے ہاتھ سے استادوں کے | تم تک آسکتی نہیں بس ہیں ہوس جلادوں کے
تجھ سے آ کے جو لڑتے ہیں میاں شاگرد | تو اٹھے بیٹھ پڑھائے ہوا استادوں کے
اپنا پردیس سے آیا نہ مسافر سہرا | راتیں ساون کی کٹیں [illegible] گو [illegible]

عشق دولو نکو جو رنڈی کا ہو لٹوا دینگے گھر
طور بے طور ہیں بی جان کے دلدادوں کے

دیکھتی جسکو ہوں ڈرتا چلا آتا ہے
دید سے کیا چھوٹ گئے وہی گویا دوں کے

عشق ہیں اسکے ہیں کس طرح نہ ہوں دیوانی
میرے مرزا ہیں ہیں اندازیری زادوں کے

جان صاحب کا جی ہو گیا کچھ اور داغ
جب سے جانے لگے دربار میں شہزادوں کے

بڑی باجی نے ناحق ہی ستم یہ مجھ پہ توڑا ہے
بتائیں تو وہ میرا کون سا دھگڑا انگوڑا ہے

لگی آگ ایسی گرمی کو ہوئیں سب چوڑیاں ٹھنڈی
پکڑ کے ہاتھ کیسے زور سے پہنچا مروڑا ہے

جواہر کیوں بنا اترائے جڑاؤ پہن کر گہنا
روپے والی ہوئی کس چیز کا اب اسکو توڑا ہے

بنی ہے جان پر اکدم نہیں جیں اسکے ہاتھوں سے
نگوڑا دل ہے پہلو میں الٰہی یا کہ پھوڑا ہے

یہ اترے کہ پاجامے کے باہر نکلی پڑتی ہے
بنا کر یار نے بھیجا جو مرزائی کا جوڑا ہے

گئی تھی کل زیارت کے لیے مصری کی لغیا میں
اکیلا پا کے اس نے مجھ کو کیا توڑا مروڑا ہی

وبیل ایسی ہی ہیں تو ہو گئی دل دیکھے ہاں صاحب
ستم جو جو کرو تم میرے اوپر وہ نہ تھوڑا ہے

دوگانا جان کیسی باد کے گھوڑے پہ پھرتی ہے
ہوا جب سے سواروں میں خصم کا داغ گھوڑا ہی

زبردستی کی شیخی کرتے ہیں منہ اپنا بنوائیں
وہ کیا چھوڑیں گے مجھ کو آپ میں نانکو چھوڑا ہے

مجھے سودا ہے کیا جو تیل مل کر سر کو چکناؤں
نہائی ہوں ابھی تو گیلے بالونکو نچوڑا ہے

سر یہ باندی جو مرے آکے تو چلاتی ہے
ہیں نے جانا ری چندیا بڑی کھجلاتی ہے
اپنی صورت سے جو کوکا مجھے ترساتی ہے
ہیں سمجھتی ہوں یہ سب دائی کی بدذاتی ہے
کل سے گھر میرے دوگانا جو نہیں آتی ہے
دل ہے بےچین مری جان جلی جاتی ہے
لوٹی جاتی ہے مری جان ہنسی کے مارے
دیکھنا چھوچھو کو کیسی بڑی براتی ہے
کچھ نہ کچھ دال ہیں کالا نظر آتا ہے مجھے
رات سے آنکھ جو گوئیاں تری شرماتی ہے

مجھ کو یہ چوچلا تیرا نہیں بھاتا مایا
جان صاحب سے تو کس واسطے کھسیاتی ہے

کہتی ہوں میں خدا سے یہ شام اور سویرے
تم جم رہیں سلامت باجی کے بچے میرے
ہیں خود جلی بھنی ہوں مجھ سے کرو نہ گرمی
بس کھنڈٹے کھنڈٹے صاحب تم جاؤ اپنے ڈیرے
بیٹھی ہوں سورما کی دو چولوں میں بھگا دوں
لشکر امیر خاں کا گر آکے مجھ کو گھیرے
سودا ہوا ہے تجھ کو اوباش میں نہیں ہوں
گلیوں میں میری آکے کرتے ہو تم جو پھیرے
منگل کا دن ہے صاحب ہو جائے گی وہ دبلی
بچی کو میری دیکھو مارو نہ تم پھپھیڑے
بھولی سمجھ نہ مجھ کو سنتا ہے جان صاحب
ایسی نہیں ہوں نہیں آؤں جو دم میں تیرے

دیا ہے کوسنا میرا غزانہ بھر تونے
نگوڑے فاقے ہی کروائے عمر بھر تونے
بلایا یار کو گھر میں جو بے خطر تونے
کسی عزیز کا لاڈو کیا نہ ڈر تونے

طلاق دے مجھے یا عیب میرا ثابت کر
میں جان دوں گی نکالا ہے کیسا شر تو نے

نگوڑے الو کے پٹھے سے دوستی کر کے
بسا بسایا اجاڑا ہے ناحق گھر تو نے

خدا بچائے تری جان - رنڈی باز بنا
نکالے مردوے چیونٹی کی طرح پر تو نے

میں کوس کوس کے کھا جاؤں گی ہوں [illegible]
مری زبان کا دیکھا نہیں اثر تو نے

ملوں گی تلوے تلے آنکھیں تری اگر کسی
خصم کو میرے اگر دیکھا بد نظر تو نے

بچی ہوں آج کبھی مرد کے جان صاحب میں
گیا جو کل سے نہ لی پھر مری خبر تو نے

کھلوا نہ ٹھوکریں ہوئے دل در بدر مجھے
رسوا نہ کر ذلیل نہ کر گھر بہ گھر مجھے

بچھڑا وہ جب سے پھر نہیں آیا نظر مجھے
میری خبر نہ اس کو نہ اس کی خبر مجھے

صدمہ تری جدائی کا ہے اسقدر مجھے
بے دانہ پانی کٹتے ہیں آٹھوں پہر مجھے

میں چھوڑ کر حلال کو کرواؤں جب حرام
برباد کرتے ہوں ابھی چالیس گھر مجھے

کاہے کو غم کے ہاتھ سے سولی پہ چڑھتی جان
منھ موڑ کوئی تجھ سا جو ملتا بشر مجھے

طوفان کے لگانے سے ہوگا نہ بیڑا پار
دیکھا کسی کے ساتھ تھا تالاب پر مجھے

وہ تو سڑک تھی ہاتھ پکڑ لیتی بے دھڑک
میرا تو ڈر نہ تھا یہ تمہارا تھا ڈر مجھے

تم پانی پانی شرم سے ہوتے ابھی فقط
میں ڈوب مرتی اتنی تھی غیرت مگر مجھے

اک شمع والے پر میں ہوں پروانہ آج کل
جلتی ہوں نیند آتی نہیں رات بھر مجھے

پھنسوائی اُن کی ننھی بڑی کو میں صد ہیں
ہوتا ہو دوگانا جان جو منظور شر مجھے

جب وہ کھلی ہیں سر حیا دھمکو لئے کیا ہو ڈر
سب کو خدا دے جلیبا دیا ہے جگر مجھے

مرزا یہ جان جاتی ہے حاکم سے بھی کہوں
پھانسی دے یا چڑھائے کوئی دار پر مجھے

آ آکے ہر گھڑی جو یہاں گھورتا ہے تو
لے جان تیرے دیدے سے لگتا ہے ڈر مجھے

چھپا ہوا بات چوٹی میں نہیں گو کیاں نے ڈالا ہے
لپیٹا او ہی رسی کا یہ بچہ کو ڑیا لا ہے

موا خورشید کیا مہتاب کی رتبے سے اعلا ہے
یہ سے پالک ہے حاتم کا تو یہ مرزا کا پالا ہے

خدا کا قہر ٹوٹے کسبیاں لونڈوں سے لڑتی ہیں
زناخی نے نہیں لڑکے یہ پالی سانڈ پالا ہے

کسی دھکڑے کا اپنے سوگ رکھا ہے گا ناسنے
محرم بھی گیا اب تک دوپٹہ سر کا کالا ہے

طمانچہ مارا مارا میرے لڑکے کو تمھیں کیا ہے
نہ کچھ سمجھنا اسے صاحب مرے بھائی کا سالا ہے

مرا دم ناک میں ہے اسے دوگانا سمدھیانے سے
بٹے کی دال جوتی آج پھر بنو کا چالا ہے

کٹوری گاجر کی پہنی کہوں گوئیاں جو ہو پھبتی
اناروں پر لگایا آکے یہ مکڑی نے جالا ہے

کیا پھر رال کا ناکے دعوی مجھ سے دادا نے
گڑے مردے اکھاڑے پھر وہی جھگڑا نکالا ہے

کہوں کیا جان صاحب آج تو وہ اڑ کے بیٹھا تھا
ہزاروں منتیں کر کے موئے بیٹے کو ٹالا ہے

سوت کا پیٹ ہے یہ غم ٹھہرے
اور میرا نہ یہ ستم ٹھہرے

روز تم آگ لینے آتے ہو
نہ کبھی پاس ایک دم ٹھہرے

آج کیا جانے دیکھی ہے دنیا
کچھ تو جو ٹھنڈے یہ ہی کرم ٹھہرے

سیٹھ کو دن لگے ہیں موتی خاں
سچا وہ ادھی۔ جھوٹے ہم ٹھہرے

دونوں ڈالیں اجی کڑھائی میں ہاتھ
میری اس کی اجی قسم ٹھہرے

اب نہ بولوں گی جان صاحب سے
بات کہنا بھی گر ستم ٹھہرے

جاسوسی لینے میری خبر دار کب پھرے — صاحب کو لوگ ڈھونڈھتے دو چار کب پھرے
کیا سوئیاں جہاں سے ناپید ہو گئیں — تم ڈھونڈتے مرے لیے بازار کب پھرے
مرنا ہے مجھ کو اُن پہ نہ بہتان لوں کبھی — مرزا جو مجھ سے کر گئے اقرار کب پھرے
لوگو مرے وکیل سے ہمسائی کہہ گئی — جب لکھ گئی قبالے میں دیوار کب پھرے
نرگس کے ہیں تو جینے سے بے آس ہو گئی — ایسے خدا کے گھر سے ہیں بیمار کب پھرے
کنگھی گئی وہ لینے جو چلتی ہے جوں کی چال — سرکیب گندے گاؤ تکیے مردار کب پھرے
بے داموں کے جو آئی ہیں بی جنس حسن کی — بے آس او ہی اپنے خریدار کب پھرے
کر یاد باپ بھائی کی بچے کدھر گئے — بے ہوش کو تو روتی ہی ہشیار کب پھرے

باندھو نہ پیش بندی ہے تسبیح ہاتھ میں
اے جان کب ملے نہیں سو بار کب پھرے

سرکار میں ہی گھر میں وہ بے پیر نہیں ہی — وسواس نہ کر شوق سے آ دیر نہیں ہے
دیوانی ہو جھوٹے کی پڑے جان پہ بجلی — توڑا ہے مرا طوق ہے زنجیر نہیں ہے
تیری اسے ہمشیر کھلا دیں نہ سلونا — چاٹا مری بچی نے ابھی کھیر نہیں ہے
نقشہ ہے بوا گول مصور کی بہو کا — ہاں آدمی کی شکل ہے تصویر نہیں ہے
میں لیس رہی اپنے نشانے کو نہ چوکی — ہمسر کے کیا ناک میں کب تیر نہیں ہے
موتی بڑی گوہر کے ہیں دردانے بدلے — سچ ہے ابھی چھوٹ مری تقریر نہیں ہے
سسرال میں باندی بنی میکے سے وہ جا کے — قسمت ہے یہ اسکی مری تقصیر نہیں ہے
پایا جو خصم نیک تو بد ساس ملی ہے — کیا بگڑے دن بن آتی کوئی تدبیر نہیں ہے
کس طرح سے لوں سوت بچھل پائی سے جان — کالی بھی نہیں پاس کوئی بیر نہیں ہے

جو مرد ہیں وہ قدر مری کرتے ہیں اے جان
نامرد کے آگے مری توقیر نہیں ہے

میری جوتی سے ۔ تو بہار گرے — اس کنوئے میں نہ زینہار گرے
ڈر گئی ۔ چھت سے وہ چار گرے — ایک دو کیسے تین چار گرے

میں نہ بولی نکالیں شاخیں لاکھ
میر گل پاؤں پر ہزار گرے

مجھ کھری سے یہ کیا ہے کھوٹا پن
کچھ پہ بجلی موئے سنار گرے

میلا ستر ک کا سارا لوٹ لیا
تڈڑی دل کی طرح گنوار گرے

اس میں گھوڑے کی کیا خطا مشکی
چھینکتے وہ ہوئے سوار گرے

تم ہو دانا ولایتی خانم
بولو کیا وجہ تین چار گرے

نہ کھری نہ ہے ہوا چلنی
خود بجو ولوٹ کر انار گرے

کھا گئے گلگلے یہ آسا کے
لوٹیں ٹانگیں جو جو بدار گرے

منہ کی خورشید کھائے لے مہتاب
اوندھے منہ ہو کے ایک بار گرے

جانؔ صاحب اک اور ریختی کہہ
ہو یہ ثابت ہزار بار گرے

یہاں غبارہ دور پار گرے
گھر جلے سوت کا یہ پار گرے

پیکے والی مرے نہ دنیا میں
پیسٹر خالق نہ بار وار گرے

غش ہو سن کر ستار جنگلو کا
پھینک کے میں بینکار گرے

تار باتوں کا ٹوٹے اسے گاین
کہیں کھونٹی سے یہ ستار گرے

گیا پٹخنے سے چاروں شانے چت
بچے دونوں یہ ایکبار گرے

کیوں نہ منہ دوسرے کا دیکھے وہ
آپ سے کھل کے جو ازار گرے

اوہی مرزا چڑھا یا پیڑ پہ کیوں
نہ کہیں میری لو بہار گرے

جانؔ صاحب کہیں آئی ہے چپک
لیکے ڈولی جو کل کہار گرے

محل میں آئے وہ میرے گئی گردش ستارے کی
بہت دن سے خفا تھے آج مجھ سے بات بارے کی

مثل ہے ہاتھ بیچا ہے نہیں کچھ ذات نیچی ہر
نہ سمجھے نرم کوئی میں بھی بیٹی ہوں کرارے کی

ڈرے گی مردسے جب چھپر میں اریوڑی کے آنے کی
ابھی صورت نہیں دیکھی ہے اس شیریں کرارے کی

نہیں گونگی نہ ہیں بہری سنو میری کہو اپنی
اجی کیا جیتے گپ چپ ہو جو سمجھوں اشارے کی

نہ بھولوں گی کبھی یا داس کی باجی ایک جاڑے سے
سنی ہے دارے میں چھپر میں نے وہ کدارے کی

عزیزوں سے سوا میں چاہتی ہوں اپنے یوسف کو
زلیخا باجی ہے مجھ کو قسم فرزند پیارے کی

ہوائی منہ پہ ہے مہتاب کے اڑتی اجی دیکھو
کبھی صورت نہیں چھپتی ہے چھپنے اور ہارے کی

ستارے کی محبت میں جو نکلیں تارا آنسو کے
نہ کیوں دیدے پہ پھبتی جان صاحب کی ہو تارے کی

ڈولا گئی سرکار میں شمشیر تمھاری
روٹی کی سنجوبی ہوئی تدبیر تمھاری

چلتی نہیں جورو پہ جو تدبیر تمھاری
بیٹا میں اسے کیا کروں تقدیر تمھاری

سن سن کے مرا حال وہ چندرا کے یہ بولی
کچھ ہم تو یہ سمجھے نہیں تقریر تمھاری

ایسی بھی تو دیوانی نہ تھی اے پری خانم
بن پوچھے پہن لیتی ہیں زنجیر تمھاری

گھر میں رہے رنڈی کے ہو باتیں نہ بناؤ
جھوٹی ہے سراسر اجی تقریر تمھاری

عصمت تو بڑی نیک تھی اب ہو گئی بدکار

ہمسائی یہ صحبت کی ہے تاثیر تمھاری
کروا دے گی اب خون مرے لال کا صاحب
ہے سرخرو جو نڈرا جو یہ ہمشیر تمھاری
مہتاب کا چاندی کا ہے توڑا اگیا چوری
بی مہر نسا سونے کی زنجیر تمھاری
شادی کا ہے گھر کس کو کہوں بن نہیں آتی
اس میں نہ خطا میری نہ تقصیر تمھاری
اے جان بسر ہو گی یہ کس طرح سے اوقات
میرا کہیں منصب ہے نہ جاگیر تمھاری

دکھایا رنگ زمانے نے وہی کیا کیا ہے
مرا کلام بھی جمشید کا پیالا ہے
کمال منہ کا نوالہ نہیں ہے بی نعمت
خمیر چینی کا بارہ برس میں اٹھتا ہے
نہ آنچ رہے سے ڈلواؤ سر پہ پانی تم
اسی سے اے بوا ہو جاتا بال تورا ہے
نہ ٹوٹکا ہے محل خانے والیوں کا سنو
ہزار بار سنا لاکھ بار دیکھا ہے
تمام عمر نہ آسے گی یہ زبان ان سے
سکے وہ ریختی اے جان اس کا شک کیا ہے

لو جی تم پر کسی کا جی نکلے
سچ ہے تم بے وفا اجی نکلے
موتی خانم کی آبرو کے نثار
چار یار اس کے جوہری نکلے
میر گل کو بلا لے اے چنپا
کچھ تو اس دل کی بے کلی نکلے
مفت رکھا نہ ایک کوڑی دی
یہ تو مرشد بھی وہ دلی نکلے
باجی سمجھو نصیب پٹھڑا ہے
سیدھی باتوں میں گر بجی نکلے
جان صاحب غزل کا لطف یہ ہے
بات میں بات اک نئی نکلے

جو مرے ڈالنے کی گھر میں جستجو کرتے
تو باجی اماں سے وہ آکے گفتگو کرتے

ہماری اُن کی ہے اولاد ایک جان جگر   عزیز ان سے بھلا اپنا ہم لہو کرتے
زناخی جان بڑے بھائی کا گلا ہے عبث   وہ بات چھیڑتے شادی کی گفتگو کرتے

ذرا بھی چاہ اگر ہوتی جان صاحب کو
نہ اس طرح ہمیں رسوا وہ چار سو کرتے

چھوٹی خانم کی جو گھر بن کے غزلخواں پہنچے   ہیں تو تعقدکاری تھی وہ گھونگتے پریاں پہنچے
بیکلی دل کو ہوئی لونج میں سینوں گجرے   پھولوں کے بوجھ سے دکھنے جنیاں پہنچے
میٹھی باتوں پہ نہ جا بس کی ہے وہ گانٹھ ہوا   کیا کہوں اُس کی ہو صدقے مجھے گوئیاں پہنچے
کچھ بھی سرسبز ہے تم سے نہ الفت خان لگی   مجھ کو ہاتھوں پہ کرے کا کے گلستاں پہنچے
حسن وہ نام خدا تجھ میں ہے چھوٹی خانم   حور بہنچے ترے ٹکڑے کو نہ غلماں پہنچے

یہ نہ لکھا نہ پڑھا لاکھ وہ قابل تھے اچی
جان صاحب کی نہ باتوں کو الفت خاں پہنچے

کر رہا ہے اپنے بیگانوں میں رسوا دل مجھے   اس نگوڑے نے نہ رکھا اب کسی قابل مجھے
الٹی سیدھی باتیں ہٹ دھرمی جو چاہو کرو   آپ قابل ہو کرو گے کیا بھلا قابل مجھے
رنڈیاں للا کے دلتے تھے مری چھاتی پہ مونگ   دق کیا ایسا کہ آخر ہو گئی ہے سل مجھے
پاس اگر اُن کے نہ جاؤں میں تو لوگوں کیا کروں   چین ہی لینے نہیں دیتا نگوڑا دل مجھے
گر نہیں تم مری باندی کی جوتی سے نہ آئیں   ہر گھڑی کی داستاں کل کل سے ہے کیا حاصل مجھے
لیتے ہی انگڑائی ایسی چک کمر میں آ گئی   لیٹ کر اٹھنا ہوا ہے اوہی اب مشکل مجھے
آپ کے غصے کے ڈر سے جا کے چھپ جاتی ہوں   کیا کروں صاحب نہیں ملتا چھپنے کا ل مجھے

میرے سیری کھائیں بتیسی کی صاحب پنڈیاں
لڈو نیواؤں گی لا دو تل پوسے سے تل مجھے

روز پھر آتی ہے لونڈی مری جا کر خالی   بھاڑ میں جا اسے کرا بیہودہ کریں گھر خالی
لال منہ ہو گیا غصہ سے نہ کھانا کھایا   سنا مرزا نے جو سکے ہیں حقند رخالی
ہے یہی ایک دوشالہ مرے سر پر مرزا   دے نہ آنا جو نہ ہو کھڑوا رفو گر خالی

مجھ کو دھڑکا ہی دوا اُن کی خدا خیر کرے | خط گلے ہیں نہیں آتا ہی کبو تر خالی

یہ بھی ہر روز نئی رنڈی لگا لاتا ہے

جان صاحب کا نہیں رہتا ہی چھپر خالی

کب کب آتے تھے جو مرزا مرے گھر آنے لگے

فیلسوفی سے زناخی کی مگر آنے لگے

جم جم آئیں بجھلے آغا منع میں کرتی نہیں

قہر یہ ہے ساتھ اُن کے بد نظر آنے لگے

ناک چوٹی میری کٹواوگے اپنا ہاتھ منھ

گھر میں وہ بیٹھے ہیں تم ایسے نڈر آنے لگے

ان خواصوں سے دو ادھگڑوں نے پھر جو تا سم

پھر اُسی صورت سے ڈھیلے رات بھر آنے لگے

لڑکی ان باتوں سے تو مردوں کا سر کٹوائے گی

جو نہ آتے تھے وہ اب تجھ کو ہنر آنے لگے

مارے دُبلاپے کے اس حالت کو پہنچی بیگما

دو نو ہاتھوں سے کڑے ہر دم اُتر آنے لگے

دن دہاڑے کس لیے تم میرے گھر آتے نہیں

کس کا ڈر ہے چھپکے جو پچھلے پہر آنے لگے

لالہ موجی رام کی خاطر سے گوئیاں آئے ہیں

بن بلائے جان صاحب کیوں ادھر آنے لگے

بامن یہ مجھ سے کہتے ہیں پوتھی بچار کے	پھندے سے ہیں تم پھنسو گی ابھی تین چار کے
ویسا نہ پایا پاس رہی میں ہزار کے	اُس کے گلے کا ہار ہوئی جب تو ہار کے
اللہ رے گھمنڈ مری نوبہار کے	کچھ لو لیا تمہیں سماتی پھر وسنے پیار کے
ننگی کھلی نہ بیٹھی ہوں ہمسائے والیاں	کوٹھے پہ تم چڑھا کرو صاحب پکار کے

چاندی کا تار تم کو نہ لانا ہوا نصیب
سونے کا میرا لے گئے زیور اتار کے

پکھراج کیوں نہ پہنے گی ہو آج اسکا راج
دروجوہری ہیں یار ہوا ہر نگار کے

ٹیکے کے میرے نام کو باندی نہ کر ذلیل
یہ چل مٹاؤں گی میں تری مار مار کے

قبضے میں جن کے ہوں ترے پیڑے اڑائیں
جیتا بچے گا تو تجھے تلوار مار کے

ہاتوں سے انکے لاکھ کا گھر خاک ہو گیا
کنٹھی بنا دیا ہے مجھے ہار ہار کے

دیکھو مرے بدن کو لگاؤ گے تم جو ہاتھ
سر پیٹ چھوڑونگی پاؤں سے جوتے اتار کے

دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائیں رات کو
رسی سمجھ کے بھاگی میں اک چیخ مار کے

نرگس کی آنکھیں ہو گئیں چندی لگائے روز
اک پھول کی کٹوری میں کاجل ہی پار کے

در گور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سوجھتا
اے جان میں تو مرتی ہوں مارے بخار کے

انگوٹھی تو یوں مفت پائے نہ ہوگی
ستاروں کو جب تک دکھائی نہ ہوگی

بھلی عورتوں سے برائی نہ ہوگی
برے مردوؤں سے بھلائی نہ ہوگی

منگادو مجھے ڈولی میکے کو جاؤں
تمھارے لیے کچھ برائی نہ ہوگی

قیامت کا دن یاد رکھو نہ بھولو
وہاں کیا خدائی خدائی نہ ہوگی

نہ ہرگز کروں بات رمضان خاں سے
جیوں مر کے تو بھی صفائی نہ ہوگی

ہے پہلی پہل رکھا جی نے روزہ
اگر اس کی روزہ کشائی نہ ہوگی

لگا یا کرے آگ پانی میں سوکن
کبھی میری ان کی جدائی نہ ہوگی

بری تو بتاتی ہے مسی کو سوکن
فرشتوں نے تیرے لگائی نہ ہوگی

نہ بھیجا وہی باجی بی بی کا دانہ
وہ سب میلے سر سے نہائی نہ ہوگی

میں کیا جان صاحب کے گھر سونے جاؤں
سوا خاک کے چارپائی نہ ہوگی

کام چھپا ہے نہ رکھتی ہوں نہیں سوسن سے
میر گلزار مگر سمجھوں گی ہاں گلشن سے

ہلوٹے کھل او پار کے پاسے پڑی ہوں میا
دم کیوں نہ الجھے بال کی وہ کھینچے کھال ہے

حلوائی کی دکان کی پھیلتی نہ کیوں کہوں
دن رات آسمان مٹھائی کا تھال ہے

ہے چاند اندرسا تو ستارے ہیں گویا
شاخیں کرن ہیں اور یہ سورج سہال ہے

مصری نہ بات ایسی عزیزوں سے کرتی ہیں کیا
یوسف منا کے لے گیا اس کا خیال ہے

کیا ہوگا گل ہزار ہجو لائے موا بہار
میں پات پات ہوں وہ اگر ڈال ڈال ہے

چنیا گلے کی ہار جو ہے باغبان کی
کیا دھوتی بند نے کیا تجھ کو نہال ہے

بانا لیا فقیری کا چیتے کی اوڑھی کھال
بن بن پھروں گی اسکی کمر کا خیال ہے

آٹھ آنے پیسے باندھ فرنگی محل چلے
اسکے تماش بینوں کا جنبیاں یہ حال ہے

نرگس یہ ڈبڑھ دیدہ نہ رو بیٹھنا کہیں
آنکھیں بگاڑ دیتا نگوڑا اتمال ہے

سولہ کی پاس اشرفی خانم وہاں رہی
اسے جان کھوٹے شہر کی یہ کھوٹی چال ہے

اس ننا وے کی سدا نام سے پرہیز کرو
لو ج پلے سے بوا عشق کا آزار بند ہے

قاضی اتنی ہی یہ پڑھتا مری فضہ کا نکاح
مہر میں اشرفی خانم کے جو دینار بند ہے

بنڈے لڑواتی ہو تم یاں کے بھائی بکری
کھول لے جاؤ مرے گھر میں نہ زنہار بند ہے

جو موئے تکتے کسی کی ہیں بہو بیٹی کو
پھر کا حال ہوا جب ہوئے اظہار بند ہے

چین جب آئے گا دل کو مرے بھیا یوسف
ایک رسی میں یہ سب چوٹا بازار بند ہے

ٹکٹکی باندھ کے دیکھے جو تجھے اے نرگس
دونوں دیدے ہوں یہ ٹکٹکی سے وہ ناچار بند ہے

سر زبردستی کنواری کا جو ڈھانکے بنو
کوڑے اور جوتے پڑیں چھت سے گنہگار بند ہے

اپنے اللہ سے ہر دم ہے یہ بندی کی دعا
روزی مردوں کی کھلے پھر کہیں تلوار بند ہے

جان صاحب جسے خوش ہوتے ہیں سنکے شاعر
ریختی میں وہ تری قافیے دو چار بند ہے

تم سے تسنیم کیا کہوں وہ لوگ کیا ہوئے
اپنے گئے بہار کے دن سب ہوا ہوئے

آنکھیں ملائیں اوروں سے ہم سے جدا ہوئے
جنگلی ہرن سے تم اجی وحشی سوا ہوئے

پھولی پھلی نہ ہائے صنوبر سی جورو ہا بنجھ
وہ کیا نہال دے سکے سب تجھے بد دعا ہوئے

کڑوے کسیلے دن ہیں لگی زہر اُن کو بات
مصری کو کوسا شیریں نے وہ بد مزا ہوئے

ٹیڑھے ہوا نہی جورو سے سیدھی سناؤں گی
خوش رہئے آپ مجھ سے جو ناحق خفا ہوئے

اے خضر و جن کی چاہ میں کنبے کا ڈوبا نام
دشمن ہیں جان کے وہی اب آشنا ہوئے

لڑکے یہ بگڑے تیلی کا چکنا گھڑا ہے
دیدے کا پانی ڈھل گیا وہ بے حیا ہوئے

اے جانؔ ہر زمیں میں وہ ریختی کہی
سن سن کے ہوش بیریوں کے باختہ ہوئے

نام پھر حاتم کا جاگا سوم خلقت ہو گئی
اُڑ گیا دنیا سے پیسا کم سخاوت ہو گئی

جس بھرے گھر میں گئی پھر آئی خالی ہاتھ میں
جا بجا جانے سے دل کو باجی نفرت ہو گئی

چار پیسے تک نہ ڈولی کے کرایہ کے دیئے
کوڑیا خانم میری کوڑی کی عزت ہو گئی

کی نہ کھتی وہ بات جبتک بلبلاتا تھا بہت
تھوک تیری مردوے دو دن کی چاہت ہو گئی

کچھ نہیں اب ہونے والا جانؔ جیتا جان سے
اس زمانے میں بھی ہمت خاں کی ہمت ہو گئی

مرزا کی جیب سے نکلی نہیں آتشک گئی
بار بات چھوٹی چار میں یہ ہانڈی پک گئی

ایسی سیاہی چھائی یہ آنکھوں میں یار بن
لو کھیر میں ہر ڈالنے شیریں لٹک گئی

بیری کو بھی نہ مرض جدائی کا ہو نصیب
غش آیا گر حکیم جی دروازہ تک گئی

سب پو بجی لیکے کھا گیا تیرا دوبنگ یار
مجھ سے نہ اُلٹ ناخی تو اس سے جھپک گئی

بیچا جو سنہ پہ باندھ کے اے جانؔ آیا تو
بچی مری دہل گئی اور میں جھجک گئی

ثریا جاہ عادل ہیں سراسر قدر دانی ہے
مری کیا اصل اے مہتاب اُن کی مہربانی ہے

ترے دل میں مصری چاہ یوسف بیگ پھپا کی
نہ کیوں آنکھیں چرائے مجھ سے مرتا تجھ پہ بیٹی ہے

نہ کر عنبر سے منہ کالا اری صندل سی صندل سی
یہ ہیں منظور اے مشکی اگر ذلت اٹھانی ہے

ہرن کے کل سرا میں کس سے آنکھیں تم لڑاتی تھے
چلن اچھا نہیں یہ عین وحشت کی نشانی ہے

زلیخا کیطرح عاشق ہوئی کیا تجھ پہ اے یوسف
کہی جاتی مری رسوائی کی گھر گھر کہانی ہے

کباب ہوتا ہے دل جل کے ایسی باتوں سے
وہ میرے پاس جو بیکر شراب رہتا ہے

اجی میں کیا کروں وہ بات آج تک نہ ہوئی
دولہن سے دولہ کو ایسا حجاب رہتا ہے

جو تم ہو پانچ میں چھتیسی ہوں وہ تیرے پاس
تمھاری بات کا دوہرا جواب رہتا ہے

نگوڑی بھنڈیاں ایسی خراب ہوتی ہیں
کسی جتن سے پکاؤ لعاب رہتا ہے

ہے شوق گانے بجانے کا جان صاحب کو
جو گھر میں اس کے یہ جنگ و رباب رہتا ہی

بی ستارہ نے پہیلی کیا کہی نایاب ہے
چاند تو نکلا ہے اور سورج بو اسرخاب ہی

انکھ مندی اٹھ جاؤں باجی تو گنیا ہوئے بچوں
کھول کر آنکھیں جو دیکھا وہی دنیا خواب ہی

کس پہ ڈرتے ہو اتو جی سے لو تعبیر تم
ہوگا اچھا کیا ہوا دیکھا جو بھونڈا خواب ہی

رات دن بنے ہے سوا خورشید وہ بھی روشنی
چھوڑی مہتابی پہ کیا مہتاب نے مہتاب ہی

آنکھ پھوڑوں گی میں نرگس کی تر کر داغو نگی ہو
اس نے اک بادام کھایا تو نے اک عناب ہی

لاکھ کا گھر خاک تو اے جان صاحب کر چکے
بیچنے کو کون سا باقی رہا اسباب ہے

مرنجا تا میلے سر تھی وہ رہی بیمار سے
دوستی میں دشمنی رنڈی نے کی یہ یار سے

شامیانے میں سنہری انگلی مہرن نے کرن
چاندنی مہتاب نے سی بادلے کے تار سے

روندتی پھرتی ہے باندی پاؤں کے نیچے اناج
تو نہیں ڈرتی نگوڑی پیٹ کی کھی مار سے

سیر دریا کی کروں گی آج چل کے رات کو
میر مچھلی کو بلالا جا کے خضر و یار سے

اپنے بچے چھین لو بندی کو دو صاف طلاق
کام مجھ کو کچھ نہیں اب آپ کے گھر بار سے

ہے ابھی بے ہوش بچی خیر ہو اب جان کی
ڈر لگا رہتا ہے بی بالا پڑا اشیا رسے

وہ اگر ہیں پانچ تو میں بھی ہو چھتیسی ہوا
کیا ملا سنجوگ ہے مکار کا مکار سے

ایسی ہی ایک ریختی کہہ جان صاحب اور بھی
حکم آیا ہے مرے نواب کی سرکار سے

جس کے تھی قبضے میں بطل پایا یہ اس خونخوار سے

رکھ کے تہمت کاٹ لی چوٹی مری تلوار سے
اے کمر سیا اس تکبر سے موئے شیطان کو
طوق لعنت کا ملا اللہ کے دربار سے
آبرو لیں میری گوہر کی طرح کیا ہے مجال
اے جواہر باز آئی موتیوں کے ہار سے
یاد کے گھوڑے پہ پھرتی ہے نہیں ملتا مزاج
پھنس گئی ہمسائی اے دولت قدم اسوار سے
خاک کے پیوند ہوں گے اے دوگانا جان ہم
زندگی کس کی ہوئی اس عشق کے آزار سے
ایسی مشاطہ کا کورے استرے سے مونڈ کر سر
نوج بیٹی کی کہوں نسبت کو اس مردار سے
جن کے گھر سے بات لائی جانتی ہوں خوب میں
میں نہ کچھ کابل سے آئی ہوں نہ وہ قندھار سے
ہنستے بچے کو رلا دیتے ہیں کیا خوب ہے بڑی
اے کھلائی لے سے باز آئی میں انکے پیار سے
میں تو مر مر کے بچی جھوٹوں نہ لی میری خبر
کنوار جھیل میرا اُتارا تھا اسی اقرار سے
کشتیاں نوشاہ سے لڑ لڑ کے کیوں کھلتی ہو تو
تخت کی ہے رات بنو فائدہ ؟ انکار سے
غیب سے کٹ جائے گردن تیری ہیں کوسوں اگر
آئی سیفی تیز ہے میری تری تلوار سے

اور کیا پھبتی کہوں بن آئے ہو لنگور سے
اُن کے غم میں روتے روتے ایسا ڈھلکا گت

داڑھی منڈواؤ میں باز آئی خدا کے نور سے
باجی اماں کم نہیں آنکھیں

بیٹی اور داماد سے کس نے لڑائی اپنے ناز
بات باہر کہہ رہی ہوا پنے تم مقدور سے

کیا برابر کا ہی یہ باجی میرا ضد نکلے گا کیا
ہوں خفا چھینکے سے مزا کیوں چھپوں دور سے

باتیں دو فصلی کر وان سے اجی جن کے لیے
خربزے کھیلی سے آئے آم خالص پور سے

نرش و ہو گئے کہوں جو ریڈی بازی چھوڑ دو
تھے وہ چمرخ ہو گئے اب سو کھکر انجور سے

جان صاحب سچ سے کہتا کون کہتا ہی اجی
لکھنؤ میں اب غزل گانے کی بہتر طور سے

گھر میں مہتاب کے خورشید کہاں رہتا ہے
دن کو جاسے وہیں راتوں کو جہاں رہتا ہی

ایسی بے چین ہوں جامے سے ہوں اپنے باہر
کیا کہوں درد کمر میں جو میاں رہتا ہی

ہی شل آپ ہی کرتا ہے وہ انہیں خنجر و
کھود تا اور کی خاطر جو کنواں رہتا ہی

دل جلی ناگ جلی کو کھ جلی اجول نئو
کیا ہوا منہہ سے نکلتا جو دھواں رہتا ہی

جان صاحب یہ قطعہ لکھنے کا ہی کیڑا
خاک چلتا ہے یہ کیا آپ رواں رہتا ہی

یوسف اگر مصر کا بازار ہوا ہے
ہر ایک زلیخا کا خریدار ہوا ہے

پتھر کا کلیجہ کیا پر سوت کے غم میں
دق ایسی ہوئی سل کا اب آزار ہوا ہے

سسرال کو اب جانے خصم بار سے کا نہو
کی مہر بڑی روئی یہ اقرار ہوا ہے

کیا جانے کوئی حال خصم جو ہے کے دل کا
کس بات پہ اس کے مرے انکار ہوا ہے

اے جان میں خنجر کی طرح روتی ہوں دن رات
دل تجھ سے لگانا یہ سزاوار ہوا ہے

تمہارا دل اگر مجھ پر نہیں ہے
مجھے بھی جان کچھ دو بھر نہیں ہے

خوشی ان کی بگڑتے ہیں تو بگڑیں
مجھے سنلو ران سے ڈر نہیں ہے

اڑوں گی جو کہ جی چاہے گا میرا
کسی کا زور مجھ پر نہیں ہے

پھروں گھر میں جھمکڑا کی دوڑتی کا
میرا بندی کا صاحب سر نہیں ہے

چلے پاؤں کی میں پلی نہیں ہوں
مرے پاؤں میں گھن چکر نہیں ہے

کہا رو کیا کہاری لو گے تم بن بیاہی بیٹی کی | سوائی ہے نہ ڈیوڑھی ہے سواری پہ کھڑی ہے
نہیں دیکھا جو کل سے دل مرا بے چین ہے لوگو
بلاؤ جان صاحب کو ہوئی اتو پہری سے

دوگانا پی سکے وہ مجھ سے مدام رہتا ہے | موا حلال میں کرتا حرام رہتا ہے
مجھے سے چھیڑتی لوگو دوگانا دو دن سے | کہ جب نماز ہیں باقی سلام رہتا ہے
کہیں ٹھہرتی نہیں چاند خاں کی بات ہوا | ہوئے مہینے ہر اک سے پیام رہتا ہے
خدا ہر ایک کو دنیا میں نیک دے اولاد | نشان باقی اجی ان سے نام رہتا ہے
رسول خاں ہی کو بھیجو اماں جان کے گھر | تمھیں تو ساری خدائی کا کام رہتا ہے
پڑی ہوں پالے میں اسے جان اس نکھٹو کے
کہ جس کی گانٹھ میں پیسا نہ دام رہتا ہے

بی بنا آتی ہے بگڑی ہوئی تقدیر کیسے | اچھی سوجھی ہے برے وقت میں تدبیر کیسے
رنج مجنوں کی ہوا لوں سے نہ کیوں لیلیٰ کو | بنو دیوانے کی خوش آتی ہے تقریر کیسے
اپنا گھر بھرنے کا اسوقت کے حاکم کو ہے دھیان | ملک چھن جاتی ہے اب ملتی ہے جاگیر کیسے
بکتی ہے بکتی وہ دیوانی بڑی ظالم ہے | دے گئی طوق کسے اور یہ زنجیر کسے
نقشہ دنیا کا ہے یہ ایک پہ مرتا ہے ایک | اس مرقع کی پسند آئی نہ تصویر کسے
پڑھ چکا نام خدا ساری زلیخا یوسف | یاد ہے اسکی طرح خواب کی تعبیر کسے
جان صاحب نے کہا جو میرا دل جانتا ہے
آپ اپنی ہوئی ثابت اجی تقصیر کسے

یہ بات سچ ہے جسے جس سے پیار ہوتا ہے | وہ لاکھ جان سے اس پر نثار ہوتا ہے
دوگانا جان تمھیں ان گنا سینا ہے | نہ کھاؤ گرم نگوڑا اچار ہوتا ہے
خفا جو ہوتے ہو ناحق تو خوش رہو صاحب | وہ مجھ سے کام نہیں بار بار ہوتا ہے
لگاؤں آگ میں ایسے بناؤ کو ہے ہے | لگانا مہندی کا ہے دکھ سنگار ہوتا ہے
زناخی جان یہاں کس لیے تو آتی ہے | خفا جو تجھ سے اری تیرا یار ہوتا ہے

میاں بسنت تمھیں کچھ خبر بسنت کی ہے ۔ تمھارے محلوں کا ناظر بہار ہوتا ہے
بنی ہے جان پہ میرے تو دل لگاتی ہے ۔ یہ عشق لوگوں کے سازدار ہوتا ہے
پکار و باجی تجھے آہ او ہی کا سالن ۔ یہ جتنا کھاتا ہے سب ناگوار ہوتا ہے
یہ مردا پنے ہی مطلب کے آشنا سب ہیں ۔ کہیں ہزاروں میں اک دوستدار ہوتا ہے
تماشا کو نکلے یہ مل کے برات کا دیکھیں ۔ جہیز نکلا ہے دولہ سوار ہوتا ہے
بلائیں لیتی ہو ہر دم گلے لپٹتی ہو ۔ یہ آج کیا ہے جو اخلاص پیار ہوتا ہے

وہاں تو جلد بلایا ہے جان صاحب کو
یہاں دوگانا کا اب تک سنگار ہوتا ہے

خدا دیتا جو ٹکڑا نان نفقے کا سہارا ہے ۔ وہ راجہ تجھ پہ مرتا ہے کہ جس کا نان پارا ہے
جیئے بیٹی تجھے داماد کے دم کا سہارا ہے ۔ مثل ہے مول سے بی جان ہوتا بیاج پیارا ہے
ستارا جان کو پیارا جو ہو وہ مجھ کو پیارا ہے ۔ بس آکے مہرن لنسا ملا کہ میری آنکھوں کا تارا ہے
پھنسا جو مولوی کیا پڑھ کے جادو داش مارا ہے ۔ پری خانم نے بکے جن کو شیشے میں اتارا ہے
بہو تم ہو خسر کا مال جو ہو وہ تمھارا ہے ۔ امانی جان کے اسمیں خصم کا کیا اجارا ہے

برابر گھر نہیں نسبت سکے در ماہہ ہمارا ہے
غنیمت ہے نمک کی کنکڑی کا تو سہارا ہے

سنو شیریں عجب میٹھا نیا مضموں ہمارا ہے ۔ چھپے تارے جو بدلی میں بنا گویا کہ را ہے
ہوا یہ آٹے میدے کی بنائی تاقتا نیں ہیں ۔ جو کوئی چاند سورج کی طرف کرتا اشارا ہے
روا ہے گر کہوں رزاق کی سینی فلک کو میں ۔ ہوا میدے کا پیڑا دیکھ لو ہر ایک تارا ہے
یہ چپاتی کی سنو ہے تیرھویں کے چاند کی پھبتی ۔ زرتاجی چاند سہیلی کا تو روٹی کا کنارا ہے
گلابی اشا ہزادہ نے کیا اقرار کیا جھوٹا ۔ نہیں ہیں پھول کھلتے کیسا بنو کا ستارا ہے
میں بیٹھک دیتی ہوں دریا پری کی تم نہیں آتیں ۔ یہ دل میں لہر کیا آئی کیا مجھ سے کنارا ہے
خدا کا خوف کرکے چونڈا منڈوایا نہیں باجی ۔ جو ڈر نکلے واسطے باندی کے سر میں لا یا را ہے
خدا شاہد ہے اے باجی نہیں احسان میں بھولی ۔ اگر سر سے کسی نے میرے تنکا بھی اتارا ہے

مہاجن سے تمھارے بدلے میں باتیں کروں جاکے
یہ کیسے جان صاحب آپ کے دلکو گوارا ہے

خوب ہی شاد کیا او موئے ناشاد مجھے | لینی اللہ سے اس بات کی ہی داد مجھے
بی صنوبر کو جو دیکھا نہ رہا یاد مجھے | بیجا قمری کا جو کل دے گیا شمشاد مجھے
ساس نندوں کی طرح او وہی نگوڑا میلا | بولیاں بول گیا آپ کا داماد مجھے
گھر اموسا گھر آبادی کا آیا جو کیا | اجڑی بی الو خصم نے کیا برباد مجھے
بن کے دیوانی نہ کیوں پیچھے پڑوں بنکی طرح | تم سا ملتا نہیں اب کوئی پری زاد مجھے
اس گل بجھوے گا بی شفتے ہی گھر بستے ہیں | اب صنوبر کو بھی کرنا پڑا آزاد مجھے

جان صاحب مرا دل شاد کیونکر ہو جائے
ہے دلی غم بہادر نے کیا یاد مجھے

چھو چھو کے واسطے نہ کھلائی کے واسطے | بیٹی جنی ہو جوڑا ہو دائی کیواسطے
بچی کو میرے کند چھری سے کرے حلال | پالی تھی کیا حرامی قصائی کے واسطے
ہو جائے صبح شام کنور کی میں کیوں سیر | اک چھیڑ تھی نکالی لڑائی کے واسطے
گو ہر کی بیٹی مانیوں بیٹھی ہے لال لال | کنگنا ہو مہتوں کا کلائی کے واسطے
اس کا قصور کیا ہے نہ کھلوائی ہو نی قسم | تعزیہ کچھ نہ ہوا ہی نائی کے واسطے
ہلکا لہو تھا آ گیا غش دیکھ کر لہو | آیا تھا کیا نگوڑا بھرائی کے واسطے
آنے گا آگے کچھ نہ کہو بیٹھ پیچھے تم | جا ہو بڑا نہ غیر کی جائی کے واسطے
بی آئینہ ہے دل نہ سکندر کو بھیج دیا | کیا کیا اڑائی ناک صفائی کیواسطے
سرسوت نے اٹھایا تھا لوٹے گیا غرور | سمجھاتی ہوں تمھیں بھی بھلائی کیواسطے

اے جان ہائے جاڑے کے مہرن ہو کا بیٹی
ابر شفق کا لا دو رضائی کے واسطے

سنڈیایں کالوں کو ٹیا خانم کے یار کی | ٹیاسی جان جائے سو سوئے نا بکار کی
مرزا دماغ عرش پہ دولت قدم کا ہے | پیدل ہو تم تو وہ نہیں سنتی سوار کی

دیکھی زمیں نوچ فلک سیر کھاؤں میں | باجی وہ اپنا دوپٹے کے اتار کی
کندن ہوئی فریفتہ میری ایسہ جان | رنگیں باتیں سن کے موئے سادہ کار کی
گو سا ہے تجکو سوت نے برچھی کا پھل ملے | اُن کو نصیب ہوا جی کوڑی کٹار کی

اے جان اس روش سے شگفتہ ہیں میرے شعر
صحبت رہی نسیم کی برسوں بہار کی

جتنی باتیں سب ہے نیک نظر بھول سے گئے | ماما پختنیوں کا کھانا وہ مگر بھول گئے
ہے مثل صبح کے بھولے ہوئے جو شام کو آئیں | اُن کو بھولا نہ کبھی جانتے گھر بھول گئے
چڑیا آٹے کی بنائی ہے جو بنو کے لیے | کیسے الو ہو لگا نا جی پر بھول گئے
وہ اڑا ایسا زمانے سے رہے یاد نسیم | رکھنا سٹھی میں ابھی سینچے بھی زر بھول گئے

جان صاحب نہ رہی جبکہ کسی بات کی قدر
جو ہنر یاد مجھے تھے وہ ہنر بھول گئے

دم بدم جب وہ نابکار اُلجھے | کیوں نہ دل او ہی بار بار اُلجھے
خار ہو باجی مجھ کو گل پھولے | میرے گل سے جو نو بہار اُلجھے
میرے پھندے میں ایک بھی نہ پھنسا | پانچ بنو تھی جس سے چار اُلجھے
اپنی کہتا ہے میری سنتا نہیں | قوم کا ہے موا گنوار اُلجھے
ماما ان کی نہ آئے اب ڈولی | ڈولی مزدوری پر کہار اُلجھے
ایک جب ٹالتی ہے لاکھ بلا | ہیں نہ لولو لو کوئی ہزار اُلجھے

جان صاحب برا نہ مانیں آہ
جس پہ مرتے ہیں لاکھ بار اُلجھے

خیر ہے نکلو تم مرے گھر سے | باز آئی میں روز کے شر سے
ہو کے حیران ننگے پیر بوا | نکلی آپنے والی ہے گھر سے

جان صاحب تمہارے سر کی قسم
زور چلتا نہیں مقدر سے

گھر سے تجھ نحس کا قدم نکلے | یا نگوڑے مرا ہی دم نکلے
اے دوگانا خدا کرے کے | رات کو کل محل سے ہم نکلے
مرثیہ سن امام باندی اٹھ | چلکے ماتم کریں علم نکلے
مردم دوں میں جب نہو تم سا | کیوں نہ ہمدم کا تم پہ دم نکلے
رکھوں اس گھر میں جاکے جب میں قدم | ننگے سر آپ کی حرم نکلے
لایا جو دانیال کل گیہوں | سیر میں پاؤں سیر کم نکلے

اپنا تم نے کہا کیا اے جان
گھر سے رنڈی کے مرتے دم نکلی

دیوانی جا کے چھپ گئی کس کوہ قاف میں | ملتی نہیں اجی پری خانم کہیں مجھے
درگور تیری باتیں ہوں ایسی نہیں ہوں میں | اوباش جانتا ہے موی بدیقیں مجھے

اے جان آسماں پہ بندی کا ہو دماغ
خالق حسینا بادیں کردے زمیں مجھے

لڑکے الفن سے کیا خراب ہوئے | پڑھ کے فاضل بڑی کتاب ہوئے
اچھی کیا ہوں میں پرسے کی صحبت سے | تھے خراب اور بھی خراب ہوئے
میٹھی باتیں مری لگیں کیوں زہر | کڑوے کس واسطے جناب ہوئے

جان صاحب کی ہو نہ مٹی خراب
یا علی آپ بوتراب ہوئے

موت کی بات کا معلوم جو پہلو ہو جائے | میں وہ رسوا کروں سب لوگوں میں بدبو ہو جائے
کپڑے انگریزی نہ میں پہنونگی موتی خانم | ماں جو لولو ہو تو کیا بیٹی بھی لولو ہو جائے
آج باندی تجھے گھسواؤں گی وہ صندل ایسے | سر سے اور پاؤں تلک جسم پہ الو ہو جائے
تو تو دن رات پڑا رہتا ہے گھر رنڈی کے | کیوں نہ اوباش نگوڑے تری جورو ہو جائے
ایسے اجڑے کی یہی گھات کرو آبادی | گوشت الو کا کھلا دے موا الو ہو جائے
نیک و بد مرد کو نظروں میں نہ تو تولا کر | تیرا دیدہ نہ یہ مشہور ترازو ہو جائے

جان کہتے ہیں عمل تیرا ہوا اے جگن
جان صاحب کے جو دل پر ترا قابو ہو جائے

باجی گرمی میں جہنم سے سوا گرمی ہے
تن بدن اور ہی پھنکا جاتا ہی کیا گرمی ہے

آتشک مائی کے گھوڑے پہ ہی ان روز وں سوا
لو نہیں چلتی ہے معلوم ہوا گرمی ہے

بھن ہی جائیں جو چنے پھینک دوں مہتابی پہ
کس قیامت کی بوا مہرنسا گرمی ہے

رنگ واسوخت کا ملتا ہے غزل سے ان کی
باجی آتش کی طبیعت میں بلا گرمی ہے

اس کے ہاتوں سے تو اے جان ہوا ناک میں دم
دیکھئے ہوتی یہ کس روز ہوا گرمی ہے

مرے جو حرف تھے قسمت کے وہ تحریر میں آئے
زمانے کے بوا ضدی مری تقدیر میں آئے

میں دیوانی بہن لیلی کی اور مجنوں کی سالی ہوں
مرا منصب ہے غم جنگل نہ کیوں جاگیر میں آئے

چلی تو سمد صیانے ہو سمجھ کر بات کرنا تم
نہ بے ڈھب کوئی کلمہ اے بوا تقریر میں آئے

برا نقشا کروں اس کا قلم ہو ناک مانی کی
جو کچھ بھی نقص اے بوا مری تصویر میں آئے

کنوئیں میں گر کے مرجاؤں اٹھاؤں ہاتھ جینے سے
قسم اس سر کی باجی فرق گر تو قیر میں آئے

زلیخا وہ تھی جو رسوا ہوئی یوسف کی چاہت میں
نہ مانوں حکم یہ قرآن یا تفسیر میں آئے

بوا مصری بدل مارا ہمارا قند شیریں نے
مزا شکر کا اور رنگت نہ کیوں کر کھیر میں آئے

اتارے جن میں شیشے میں پری خانم نے ابتر سے

کہ جو وحشی ہوئے جھٹکے ہوئے زنجیر میں آئے
خطا کیا چیرے والے کی نہیں پرہیز کرتی ہو
نہ کیوں نرگس دوا کی پھر غلط تاثیر میں آئے
پہناتے سوت کو گہنا مرادم دے کے لیجاتے
زنا خی جان صاحب سے اسی تدبیر میں آئے

مروے کیوں ہوں میں تیری آشنا کے سامنے
میرے اسیری جائیں ایسی بیبوا کے سامنے
باجی اماں کب گئی میں منجھلی دیوارنی کے پاس
جس نے دیکھا ہو وہ کہدے میرے آکے سامنے
اے دوگانا بس یہی باتیں مری سر چڑھتی ہیں
مجھ کو بیٹھے تو اکیلے ہو گئے دوا کے سامنے
تو وہاں بیٹھی ہوئی کیا بڑبڑاتی ہے دوا
جو کہ کہنا ہو سو تجھے کہہ میرے آکے سامنے
جیتے جی مرزا کو اپنا منہ نہ دکھلائی کبھی
باجی اماں سے کئی قسمیں ولا کے سامنے
ماں کہنا دل نہ دے اپنا یہ جی خانم کو تو
ہوں گے اس سر کی قسم گڑیاں ملا کے سامنے
آتے ہی دھگڑا کے بیگم جان کو دیکھ کوئی
[illegible] کے سامنے
جب نہ جاتی تھی تو اب جاؤنگی میں یار ہی کے پاس
تو تو ہو کیا چیز کہہ دوں بادشاہ کے سامنے
جو بری باتیں خصم والی سے کرتے ہیں بوا
کیا جواب اس کا بھلا دینگے خدا کے سامنے
انکی میں چہلم کے دن نیچے کھڑے سکر و لونگی
جا کے امرلیوں کے نیچے کربلا کے سامنے

جان صاحب کی دوگانا سے چھپا کیا کہوں
کر دیا ہلکا مجھے منجھلی بوا کے سامنے

ہر طرح آپ کی منظور مجھے خاطر ہے
دل اجی مال ہے کیا جان تک حاضر ہے
مجھ سے اور اس سے اجی کون نہیں باہر ہو
میں بھی تاجر ہوں جو وہ بھائی مرا تاجر ہو
دل نہ بھاری کرو کیا کرتے ہیں والی وارث
بیکسو کا تو مری جان خدا ناصر ہے
آپ کے نام کا اس بندی نے چلا باندھا
حاضری لائی ہوں درگاہ میں [illegible] حاضر ہے
آج مرزا نے مجھے بھیجدیں صحنک باجی
پہلے سر سے نہیں جامہ بھی مرا طاہر ہے
کونسی بات سکندر سے چھپائی خضر و
کیا نہیں ہو آئینہ کا اس کو نہیں ظاہر ہے

کیا ناتا چھوڑتے گاؤں کا در گور ہو چار | پاپوش سے مرے وہ نکوڑا کہیں رہے
یا ہوا سکے کاندھے پہ رکھا جن کے تخت کا | وہ تاج چتر والے نہ مسند نشین رہے
دنیا سرا ہے لوگ مسافر عدم کے ہیں | کوئی نہیں رہے گا زناحق یقیں رہے
کر لوگے ہم کو چھوڑ کے تم اور اک اجی | اچھے رہے تمھیں تمھیں کے ہمیں رہے
اب کیا ہفتیں خصم سے بڑھاپے میں آ ہوا | اللہ رہے کے دن وہ ہمارے نہیں رہے

اے جان تو تجھ سے لڑائی کے واسطے
باندھے کمر چڑھائے سدا آستیں رہے

لگ گئے آگ اک دن تیرے شر سے | نکل جاؤں گی آتش باز گھر سے
مرا بچہ پھرا خالق کے گھر سے | بچا مر کے نرگس کی نظر سے
مری کندن پہ جو فولا دیکھلا | ہوا لوگو یہ لوہا موم زر سے
لگائی آنکھ بادامی سمجھ کر | پڑی نرگس نے چھوٹی خوش نظر سے
جو دیتا ہو زمانہ لو کہا رہ | مجھے تم لائے ہو عالم نگر سے
سگر سے سوت تو اپنے لیے ہے | مجھے کیا کام اجی اس کے ہنر سے

نہ جائے سوت کے گھر جان صاحب
گھٹا چھائے الٰہی مینہ وہ برسے

مہتاب دری کل ہو گئی بارہ دری سے | دس گز تھی بڑی چاندنی خانم کی دری سے
برا چھا ہے محتاج ملا گر تجھے بنو | ایسی ہی برات آئے گی ثابت ہو بری سے
ٹکسال چڑھے کیوں نہ چلن جب یہ ہو کھرے | کی تو نے بدی اشرفی خانم سی کھری سے
خوش مجھ سے ہوں اک پیا نہیں گو کہ یا خانم | کیونکر نہ جلوں سوموں کی ہیں معتقد پری سے
گو شکل مری اچھی ہے میں کیا کروں چھپی | تقدیر تو بدتر ہے مری بھاگ بھری سے
چاہت سے سلیماں کی بڑی ناک سگندھو | بلقیس کچھ اچھی نہ تھی صورت میں پری سے
تقدیر بھی پہلے ہی نہیں کیا کروں لوگو | کچھ فائدہ مجھ کو نہ ہوا ناموری سے
اے جان میں دل تھو ہوں لگا ہے آئی | شوہر مرا چھوڑی گیا مینا نگری سے